بمبئی کے بڑے وزیر اور وزیر تعلیم شری بی-جی-کھیر

1641

# بمبئی ترقی کی راہ پر ...

اس میں اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ء سے مارچ سنہ ۱۹۴۹ء تک حکومت بمبئی کے سرکاری کاموں اور سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے

## نمبر ایک تعلیم

★

قیمت چار آنے

شائع کردہ:-

ڈائرکٹریٹ آف پبلسٹی، حکومت بمبئی،

بمبئی سنہ ۱۹۵۰ء

سن ۱۹۵۰ء میں پہلی دفعہ شائع ہوئی

# پیش لفظ

تین سال ہوئے ہندوستان نے طویل، پر امن اور مسلسل جد و جہد کی بدولت سیاسی آزادی حاصل کی۔ اس تین سال کے عرصہ میں ہندوستان کو یکے بعد دیگرے کئی مصیبتوں اور گھٹناؤں سے گذرنا پڑا جس سے صوبۂ بمبئی بھی دوچار ہوا، یہ واقعی شکر کا مقام ہے کہ ہم اس ابتلا کو بخوبی جھیل گئے۔

اس صوبے میں ہم کو جن مسائل سے دوچار ہونا پڑا ان کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ میری ناچیز رائے تو یہ ہے کہ جنتا کی مدد، کابینہ کے ساتھیوں کی محنت، اور سرکاری ملازمین کے تعاون سے ہم نے اپنی تمام کوششیں صوبے اور دیس کو ترقی دینے اور خوشحال بنانے میں لگا دیں۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء سے مارچ ۱۹۴۹ء تک کے کاموں کی روئداد کو شائع کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کام پر جو ہمارے سامنے ہے اور زیادہ موثر طریقہ پر توجہ دی جائیگی، اور سب لوگ اور زیادہ تعاون کریں گے۔

آخر میں اپنی اس امید کا بھی اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ نئے دستور کے جاری ہونے کے بعد ہندوستان زیادہ تیزی کے ساتھ امن، خوشحالی اور روشن خیالی کی جانب قدم بڑھائے گا اور بین الاقوامی معاملات پر بہتر اثر ڈالے گا۔

(دستخط) بی۔ جی کھیر
وزیر اعظم

بمبئی ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء
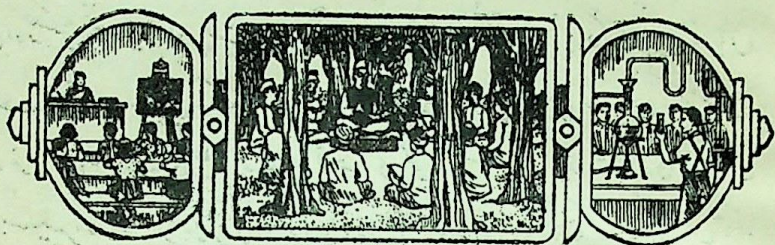
# تمہید

ہندوستان زمانہ قدیم سے جمہوری روایات کا حامل رہا ہے۔ موجودہ گاؤں پنچایتوں
کا ماضی میں بڑے عرصہ تک رواج تھا۔ دستور ساز اسمبلی نے جو دستور بنایا ہے اس کے تحت یہاں
خود مختار جمہوری ریپبلک قائم ہو گی اور بالغ رائے دہندگی کا طریقہ رائج ہو گا۔

جمہوریت اسی وقت کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہے جبکہ رائے دینے والے
سمجھدار ہوں اور اپنے ووٹ کو صحیح اور بہتر طریقہ سے استعمال کرنے کے اہل ہوں۔ اس حقیقت کے
پیش نظر حکومت بمبئی نے عموماً تعلیم پر فوری توجہ دی۔ چنانچہ نئے اور پس ماندہ علاقوں میں ابتدائی
تعلیم پھیلانے کے اقدامات کئے گئے۔ تعلیم بالغان کا نام سماجی تعلیم رکھا گیا ہے اور اس کے اغراض و
مقاصد میں وسعت پیدا کی گئی ہے تاکہ تمدن کے وسیع پہلو اس کے حلقے میں آ جائیں۔

اسی کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ تعلیم اور فرد کی روزمرہ کی زندگی
میں زیادہ سے زیادہ رشتہ قائم ہو اور یہ بچہ اور بالغ طالب علم دونوں کے ماحول کے مطابق ہو۔

زیرِ نظر مدت میں، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم، زراعتی تعلیم، جسمانی تعلیم، فنی اور صنعتی تعلیم، اور پیشہ ورانہ تعلیم، سرکاری تعلیمی پروگرام میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ اسی کے ساتھ پس ماندہ اقوام، سابق فوجیوں کے بچوں اور نرداسی طلبا کی تعلیم پر خاص توجہ دی گئی۔ نیشنل کیڈٹ کور کی ٹکڑیاں (سینیر اور جونیر ڈویژن) کالجوں اور اسکولوں میں متعین کردی گئی ہیں تاکہ طلبا اور مدرسین کو فوجی تربیت دی جاسکے۔

## جبری ابتدائی تعلیم

لازمی ابتدائی تعلیم کی اسکیم ۱۹۴۷-۴۸ء میں پندرہ ضلعوں کے ان تمام دیہاتوں میں جن کی آبادی ۱۰۰۰ یا اس سے زیادہ ہے سات، آٹھ برس تک کی عمر کے بچوں کے لئے رائج کی گئی۔ ۱۹۴۸-۴۹ء میں انہی پندرہ ضلعوں میں سات سے لے کر نو برس تک کی عمر کے بچوں کے لئے یہ منصوبہ جاری کردیا گیا۔ مزید برآں ۱۹۴۸-۴۹ء میں باقی چار اضلاع یعنی شولاپور، بیجاپور، قلابہ اور کنرا میں ۱۰۰۰ یا اس سے زیادہ آبادی والے دیہاتوں میں سات سے آٹھ برس تک کی عمر کے لئے ابتدائی تعلیم لازمی کردی گئی۔ شولاپور، باندرہ، مالیگاؤں اور ہبلی کی میونسپلٹیوں نے لازمی تعلیم جاری کردی۔ جل گاؤں میونسپلٹی نے ۶ تا ۱۱، شولاپور اور باندرہ میونسپلٹیوں نے ۷ تا ۹ اور مالے گاؤں اور ہبلی کی میونسپلٹیوں نے

۷ تا ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کے لئے ابتدائی تعلیم لازمی قرار دیدی ۱۹۴۸-۴۹ سنہ ء میں احمد آباد میونسپلٹی نے لازمی ابتدائی تعلیم جاری کی۔ لیکن اس کے بارے میں اعداد و شمار نہیں مل سکے ہیں۔

ذیل کے اعداد و شمار سے ۱۹۴۷-۴۸ سنہ ء اور ۱۹۴۸-۴۹ سنہ ء میں لازمی تعلیم کی ترقی کی کیفیت سامنے آجائے گی۔

جہاں تک ضلع اسکول بورڈوں کا تعلق ہے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ سنہ ء تک کی کیفیت

۱۔ پندرہ اضلاع میں ۷ تا ۸ برس کی عمر کے بچوں کی تعداد جو لازمی تعلیم کے حلقے میں آئے۔

۲,۰۸,۰۰۰

۲۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ سنہ ء تک جتنے بچوں کا نام درج کیا گیا ۱,۸۶,۰۰۰

۳۔ درج شدہ بچوں میں کتنے فیصدی بچے لازمی تعلیم کے ضمن میں آئے۔ ۸۹

۴۔ مطلوبہ زائد مدرسین کی تعداد

۷,۳۱۸

۵۔ زائد مدرسین کی مقرر کی جانیوالی تعداد ۵,۸۰۱

۶۔ زائد نگراں افسروں کی مطلوبہ تعداد ۲۲۸

۷۔ زائد نگراں افسروں کی مقرر کردہ تعداد ۲۰۹

جہاں تک ضلع اسکول بورڈوں کا تعلق ہے ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ سنہ ء تک کی کیفیت

۱۔ پندرہ اضلاع میں ۷ تا ۹ برس کی عمر کے اور ۴ اضلاع میں ۷ تا ۸ برس کی عمر کے بچوں کی تعداد ۴,۷۹,۴۶۱

۲۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ سنہ ء تک جتنے بچوں کا نام درج کیا گیا ۳,۰۴,۶۷۶

۳۔ درج شدہ بچوں میں سے کتنے فیصدی بچے لازمی تعلیم کے ضمن میں آئے۔ ۶۳

۴۔ مطلوبہ زائد مدرسین کی تعداد

۹,۷۳۳

۵۔ زائد مدرسین کی مقرر کی جانیوالی تعداد ۹,۶۵۵

۶۔ زائد مطلوبہ نگراں افسروں کی تعداد ۸۰

۷۔ زائد نگراں افسروں کی مقرر کردہ تعداد ۸۰

اس کے علاوہ پچھلے سال کی ۱۹ خالی نشستیں

ان اعداد شمار سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسئلہ کسقدر زبردست تھا جس سے حکومت کو دوچار ہونا تھا۔ جون ۱۹۴۷ء میں لازمی ابتدائی تعلیم کو جاری کرتے وقت، ۲۰۸۰۰ بچوں کے لئے اسکول کی پڑھائی اور ان کے لئے ۳۰۰۰ زائد مدرسین اور ۲۳۰ زائد نگراں افسروں کا انتظام کرنا تھا۔ اسکول چلانے کے لئے اتنی بڑی تعداد میں زائد مدرسین حاصل کرنا کافی مشکل کام تھا۔

اس خیال سے کہ جہاں تک ہو سکے معقول مدرسین بھرتی کئے جائیں حکومت نے پرائمری اسکول سرٹیفکیٹ اگزامینیشن میں نمبر حاصل کرنے کا ایک کم سے کم معیار مقرر کر دیا ہے۔ یہ امتحان ابتدائی تعلیم کے نصاب کے خاتمہ پر ہوتا ہے اور مدرس کو ابتدائی اسکول کے مدرس کی حیثیت سے مقرر ہونے کا اہل قرار دیتا ہے۔ لیکن مدرسین کی ضرورت بڑھ جانے کی وجہ سے خالی جگہیں پُر کرنے کے لئے معیار کو عارضی طور سے پست کرنا پڑا، جس سے ہو سکتا ہے کہ آگے جاکر پیشہ مدرسی پر اس کا اثر رونما ہو۔ لازمی تعلیم کے اجرا کے باعث ابتدائی اسکول طلبا سے بھر گئے۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ عارضی طور سے یہ طریقہ اختیار کیا جائے۔ جب مدرسین کی تعداد کافی ہو جائے گی تو مقررہ معیار میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی جائے گی۔

## مدرسین کی تربیت

لازمی ابتدائی تعلیم اسکیم کے تحت پہلے پانچ سال کے لئے ۲۵۰۰۰ زائد مدرسین درکار ہیں۔ لازمی ابتدائی تعلیم کے اجراء سے قبل ۱۷ سرکاری اور ۳۵ غیر سرکاری اس طرح کل ۵۲ پرائمری ٹریننگ کالج تھے جو سال بھر میں ۲۲۰۰ مدرسین کو تربیت دیتے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں تین اور ۱۹۴۷ء میں سات اس طرح کل دس مزید سرکاری ٹریننگ کالج کھولے گئے۔ اس طرح سالانہ ۳۰۰۰ مزید مدرسین کے تربیت کئے جانے کا موقعہ نکل آیا۔ گویا ۵۰۰۰ مدرسین کی تعداد ہر سال

بڑھ جائے گی۔

# مزید سہولتیں

ان مزید سہولتوں کے ساتھ غیر سرکاری پرائمری ٹریننگ کالجوں کی تعداد بھی بڑھی۔ ۴۷-۱۹۴۶ء میں یہ تعداد ۶۰ ہو گئی اور ۴۸-۱۹۴۷ء میں یہ تعداد ۷۹ تک پہنچ گئی۔ اس طرح تھوڑی مدت کے اندر ہی تربیت یافتہ مدرسین کی کافی تعداد ہو جائیگی۔ ضم شدہ ریاستی علاقوں میں ۵۰-۱۹۴۹ء سے دو عورتوں کے لئے اور دو مردوں کے لئے سرکاری ٹریننگ کالج کھولنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مزید برآں دو ریاستی پرائمری ٹریننگ کالج ۴۹-۱۹۴۸ء سے حکومت نے سنبھال لئے۔

لازمی ابتدائی تعلیم کی اسکیم میں تربیت یافتہ استاد کو بنیادی جگہ حاصل ہے۔ لہذا تربیت یافتہ مدرسین مہیا کرنے کے مسئلہ کو طویل اور مختصر دونوں زاویہ ہائے نگاہ سے حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ دو سال کی معمولی ابتدائی تربیت دینے والے اداروں کی تعداد بڑھائی گئی نیز مختلف قسم کے مختصر تربیتی نصابوں کا انتظام کیا گیا تاکہ تربیت پائے ہوئے اشخاص کی فوری طلب پوری ہو سکے۔

لازمی ابتدائی تعلیم کے پانچ سالہ منصوبے پر ۶،۴۱،۱۵،۰۰۰ روپے خرچ ہونگے ابتدائی تعلیم کے سلسلے میں تین آنے کے محصول ہی ضلع لوکل بورڈوں کا حصہ پندرہ پائی رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت پڑنے پر حکومت مزید روپیہ دیتی ہے اور کل خرچ کا ۹۵ فیصدی حصہ برداشت کرتی ہے۔ اس طرح مستند میونسپلٹیوں کے معاملے میں ابتدائی تعلیم کا خرچ حکومت اور میونسپلٹیاں برابر برابر برداشت کرتی ہیں۔

لازمی ابتدائی تعلیم رائج کرنے کے لئے ۴۸-۱۹۴۷ء میں "بمبئی ابتدائی تعلیم ایکٹ ۱۹۴۷ء" منظور کیا گیا۔ اور اس کے مجوزہ قوانین ۴۹-۱۹۴۸ء کے آخر میں شائع کئے گئے۔ اس نئے ایکٹ اور قوانین کو یکم اپریل ۱۹۴۹ء سے زیر عمل لایا جانے والا تھا۔

# بنیادی تعلیم

۱۹۳۹ سنہ ء میں بنیادی تعلیم کی اسکیم تجربہ کے طور پر جاری کی گئی تھی جواب ضروری چیز بن چکی ہے اور صوبے کے نظام تعلیم میں بتدریج نمایاں جگہ حاصل کرتی جا رہی ہے۔ بنیادی اسکولوں کی موجودہ پوزیشن حسب ذیل ہے:-

| | اسکول | طلبا |
|---|---|---|
| کرناٹک | ۱۷★ | ۲,۴۶۹ |
| مہاراشٹر مغربی خاندیش | ۱۴° | ۱,۷۳۰ |
| ستارا | ۶ | ۸۷۱ |
| ۱۴ اُردو املنیر مشرقی خاندیش | ۱ | ۲۵۹ |
| میونسپلٹی گرلس اسکول دھارواڑ | ۱ | ۱۰۵ |
| بیسک ٹریننگ سنٹروں سے ملحق مشقی (پریکٹیسنگ) اسکول | | |
| لونی | ۱ | ۳۰۷ |
| کاترگام | ۱ | ۲۸۹ |
| دھارواڑ | ۱ | ۱۷۷ |
| بیسک اسکول | | |
| تلک مہاراشٹر ودیاپیٹھ، پونا | ۱ | ۱۰۱ |
| | ۵۵ | ۸,۰۰۰ |

★ ۱۶ غیر اُردو
ایک اُردو } گجرات

| | | |
|---|---|---|
| سورت | ۱۲ | ۱,۶۹۲ |

° الف ۱۱ غیر اُردو؛ لوکل اتھارٹی میونسپلٹی

پہلے گریڈ کے ۲۷ بنیادی اسکول ہیں اور دوسرے گریڈ کے ۲۰ جن میں صرف پہلے چار درجوں کی تعلیم ہوتی ہے۔ ۴۳ اسکولوں میں سوتی کپڑے کی بنائی ۱۶ اسکولوں میں اونی کپڑے کی بنائی اور ۱۶ اسکولوں میں زراعت بطور دست کاری کے شامل ہے۔ پہلے گریڈ کے بنیادی اسکولوں میں طلبا کا خاص امتحان ہوگا، جو ایک خاص کمیٹی لے گی۔ یہ کمیٹی بچے کی تعلیمی اور دست کاری کی استعداد ہی کا امتحان نہ لے گی بلکہ یہ بھی دیکھے گی کہ اس نے گاؤں کی زندگی اور سماجی کاموں وغیرہ میں کیا کچھ حصہ لیا ہے۔

ہر ملا جلا علاقہ، ایک خاص طور سے تربیت یافتہ بنیادی نگراں اور دست کاری نگراں کے زیر نگرانی ہوگا۔

## دستکاری کی تعلیم

بڑے پیمانے پر بنیادی تعلیم رائج کرنے کے لئے حکومت بمبئی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ اسکولوں میں دست کاری کی تعلیم دی جائے۔ مدرسین کو باغبانی، کھیتی باڑی، کتائی، پارچہ بافی، کاغذ، گتے سے چیزیں بنانے اور نجاری سکھانے کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ جیسے جیسے تربیت یافتہ مدرسین دستیاب ہو رہے ہیں تمام اضلاع کے اسکولوں میں دستکاریوں کی تعلیم رائج کی جا رہی ہے۔

سب سے پہلے درجہ سوم اور پنجم میں یہ دستکاریاں رائج کی جاتی ہیں اور پھر دوسرے سال درجہ چہارم اور ششم میں تیسرے سال جماعت دوم اور ہفتم میں اور چوتھے سال اسکول کی تمام جماعتوں میں ان دستکاریوں کو رائج کر دیا جاتا ہے۔ مدرسین کے لئے کتائی کے لئے ۳½ مہینے، بنائی کے لئے چھ مہینے، گتے سے چیزیں بنانے کے لئے ۳ ماہ اور زراعت اور نجاری کے لئے ایک سال کا کورس رکھا گیا ہے۔ دسمبر ۱۹۴۸ء تک کتائی کے ۱۷، بنائی کے ۵۲، گتے سے چیزیں بنانے کے ۹، زراعت کے ۸، اور نجاری کے دو نصاب ہوئے۔ اب تک کل ۲،۲۰۰ مدرسین کو تربیت دی گئی ہے۔ دستکاری سیکھنے کے بعد ان مدرسین

کو ان اسکولوں میں مقرر کر دیا جاتا ہے جہاں دستکاری رائج کر دی گئی ہے۔ پورے صوبے میں ایسے اسکولوں کی تعداد ۱،۳۰۵ ہے۔

پونا میں بنیادی تعلیم کے بنیادی قواعد کی تربیت دینے کے لئے مختصر مدت کے کورس جاری کئے گئے، جہاں ۲۵۰ مددگار نائب تعلیمی انسپکٹروں، اور سرکاری اور غیر سرکاری تربیتی اداروں کے مدرسین کو تربیت دی گئی۔ سیواگرام میں ۵۰ ابتدائی مدرسوں کے مدرسین کو دستکاری (کتائی اور بنائی) کی تربیت دی گئی۔ ان کو اضلاع میں اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹران برائے دستکاری، اور تربیتی اداروں میں دستکاری کے مدرسین کی حیثیت سے مقرر کیا جا رہا ہے۔ ۲۵ مدرسین کا ایک اور گروہ تربیت کے لئے سیواگرام بھیجا جا رہا ہے۔ مزید برآں ہندوستانی تعلیمی سنگھ نے ۱۰ اگریجویٹوں کو تربیت دی اور ۵ جامعہ ملیہ دہلی میں تربیت پا رہے ہیں۔ ایک مدرس، وشوا بھارتی شانتی نکیتن میں آرٹ اور دستکاری کی تربیت پا رہا ہے۔

حکومت سرکاری، اور غیر سرکاری آدمیوں کے بورڈ مقرر کرتی ہے، تاکہ وہ اس کو تعلیم کے معاملے میں مشورہ اور ہدایات دیں۔ فی الحال مندرجہ ذیل بورڈ کام کر رہے ہیں:۔
پرائمری ایس۔ ایس۔ سی امتحان، بنیادی تعلیم، جسمانی تعلیم، ہندوستانی، آرٹ، کی علاقہ وار سماجی تعلیم کمیٹیاں، ٹکنیکل سکنڈری، لائبریری، نظری تعلیم (دو بورڈ)

صوبائی تعلیمی کونسل جسمیں تمام بورڈوں کے چیئرمین اور کچھ سرکاری افسران جسمیں وزیر تعلیم بھی بحیثیت صدر کے شامل ہیں، بنائی گئی ہے جو وزیر تعلیم کو تمام قسم کے تعلیمی معاملات میں مشورہ دے گی۔

## بنیادی اسکول

بنیادی اسکولوں کے نصاب پر ۱۹۴۶ء میں نظر ثانی ہوئی اور اسی سال ان اسکولوں میں ان کو رائج کر دیا گیا۔ بورڈ برائے بنیادی تعلیم کی سب کمیٹی نے اس کی پھر جانچ کی اور اس کی

رپورٹ حکومت کے پاس منظوری کے لئے بھیجدی گئی ہے۔ صوبے میں ابتدائی مدرسین کے لئے بنیادی تربیت کے تین مرکز ہیں جو لونی کنتر گام اور دھارواڑ میں واقع ہیں۔ ان میں سے ہر مرکز میں اسوقت ۶۰ مدرسین تربیت پا رہے ہیں۔

جہاں تک ممکن ہو معمولی تربیتی اداروں کو بنیادی تعلیم کے اداروں کے قریب لانے کے لئے تمام پرائمری ٹریننگ کالجوں میں دستکاری اور اجتماعی کام جاری کر دیا گیا ہے۔ لیکن اصل بنیادی تربیت کو رواج دینے کے لئے ابھی کچھ وقت درکار ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت تمام اداروں کے لئے موزوں تربیت یافتہ عملہ موجود نہیں ہے۔ معمولی تربیتی اداروں کو بنیادی تربیتی کالجوں میں تبدیل کرنے کی غرض سے ضروری اسٹاف حاصل کرنے کے لئے جولائی ۱۹۴۷ سنہ ء میں بیلگام میں گریجویٹ مدرسین کے لئے ایک تربیتی مرکز کھولا گیا تھا اور مدرسین کو بنیادی تعلیم کی تربیت دی گئی اور ڈپلوما عطا کیا گیا۔ ان مدرسین کو سرکاری تربیتی اداروں میں کھپا دیا گیا ہے۔ ۴۹-۱۹۴۸ سنہ ء میں حکومت نے گریجویٹوں کی تربیت کے لئے تین بیسک مرکز کھولے جن میں صرف تربیت یافتہ گریجویٹ ہی داخل کئے گئے۔ نصاب ایک سال کا ہے۔ تعلیم، علاقہ کی خطہ واری زبان میں ہوتی ہے۔ ایک خاص نصاب مرتب کیا گیا ہے جس میں دستکاری، اجتماعی کام وغیرہ پر زور دیا جاتا ہے۔ کل ۷۰ مدرسین (جن میں ۹ عورتیں بھی شامل ہیں) ان مرکزوں میں داخل کئے گئے۔ تربیت کی مدت کامیابی کے ساتھ ختم ہونے کے بعد ان کو بنیادی تعلیم کا ڈپلوما دیا جائے گا۔ ان اصحاب کی مدد سے ابتدائی مدرسین کے موجودہ تربیت کے عام ادارے تربیتی اداروں میں تبدیل کر دئے جائیں گے اور ۱۹۵۱ سنہ ء سے بیشتر تربیتی ادارے بنیادی اسکولوں کے لئے موزوں اُستاد ڈھالنے لگیں گے اور جب بنیادی تربیت پائے ہوئے ایسے استاد تیار ہو جائیں گے تو معمولی اسکولوں کو جن میں دستکاری رائج کر دی گئی ہے پوری طرح سے بیسک اسکول بنا دیا جائے گا

# ابتدائی مدرسین کیلئے تنخواہ کا معیار

جس زمانے میں کانگریس نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اسی زمانے میں اس صوبے کے ابتدائی مدرسین نے تنخواہوں کے اسکیل کے معاملے پر کام بند کردیا تھا، حکومت کی پالیسی تھی کہ ابتدائی اسکولوں کے مدرسین کا مرتبہ بلند کیا جائے اور ان کی ملازمت کی شرائط اور قواعد وغیرہ نرم کئے جائیں۔ اس کے مطابق حکومت نے اس مسئلہ پر ہمدردی اور صحیح جذبہ کے ساتھ غور و خوض کیا۔ تنخواہ اسکیل کے معاملے میں ہمیشہ مشکلات پیش آئیں کیوں کہ ایک مدرس کو اسکی خدمت کے برابر تنخواہ دینا ناممکن ہے۔ بہر حال مدرسین کی تعلیمی لیاقت، دیگر جگھوں پر کام کرنے والے ان ہی کی لیاقت کے اشخاص کی تنخواہوں، اور پیشہ مدرسی کیلئے صحیح اشخاص پیدا کرنے کی ضرورت پر سوچ بچار کرنے کے بعد کوئی نہ کوئی راہِ عمل نکالنا ہی تھی۔ وقتاً فوقتاً مختلف درجوں کے مدرسین کی تنخواہوں پر نظر ثانی ہوتی رہی ہے جس کے باعث تنخواہوں کے معیار بھی مختلف قسم کے تھے۔ اس کے علاوہ مسلسل یہ مطالبہ ہوتا رہا ہے کہ سالوں سے تنخواہوں کے اسکیل میں جو تفریق چلی آرہی ہے حکومت اسے ختم کردے اور ابتدائی اسکولوں کے تمام درجوں کے مدرسین کے لئے یکساں معیار مقرر کرے۔

اس سے متعلق تمام مختلف مسائل پر سوچ بچار کرنے اور ماہرین سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد حکومت نے اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ء میں تنخواہ کے نظر ثانی کردہ اسکیلوں کا اعلان کیا، جس کے تحت تربیت یافتہ مدرس کے لئے ۳۰-۱-۵۰ کا اسکیل رکھا گیا اور تربیت یافتہ مدرسین کے ۱۵ فیصدی (کیڈر) حصہ کے لئے ۵۰-۲½-۷۵ کا انتخابی گریڈ مقرر کیا گیا۔ نیز اس بات کا بھی انتظام کیا گیا کہ اس خاص گریڈ کو محض اس بنا پر کم نہ کیا جاسکے کہ کل مدرسین معمولی گریڈ کی زیادہ سے زیادہ حد تک پہنچ سکے تھے۔ اس اسکیم کے تحت مستقل، غیر مستقل، سند یافتہ اور غیر سند یافتہ تمام غیر تربیت یافتہ مدرسین کے لئے

۲۵-۱-۳۰ کا اسکیل رکھا گیا جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ پہلے دو سال آزمائش کے طور
پر مدرس کو ۲۵ روپے ماہانہ ہی پر کام کرنا ہوگا۔ ابتدائی مدرسین کو ان کی باقاعدہ تنخواہ کے
علاوہ اتنا ہی مہنگائی بھتہ دینے کا انتظام کیا گیا جو سرکاری ملازمین کو دیا جاتا ہے۔ نیز سرکاری
ملازمین کے برابر زائد عارضی تنخواہ دینے کی منظوری دی گئی اور اس کے لئے وہ شرائط
رکھی گئیں جو سرکاری ملازمین کے لئے ہیں۔ جن جگہوں پر کرایہ یا اخراجات زندگی زیادہ
ہیں نیز ان علاقوں میں جہاں موسم خراب ہے۔ ایسے مقامی بھتے دینے کا انتظام کیا گیا جن پر
پنشن نہیں دی جائے گی۔ اس کے ساتھ یہ یقین دلایا گیا کہ مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات
کی بنیاد پر ان اسکیلوں پر نظر ثانی کی جائے گی۔ اس کے باعث تنخواہ کا بل ایک کروڑ روپے
سے بھی زیادہ ہو گیا۔

۱۹۴۸ء کے شروع میں مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کے مطابق سرکاری
ملازمین کے تنخواہ اسکیل پر نظر ثانی کی گئی اور اسے یکم جنوری ۱۹۴۷ء سے زیر عمل لے آیا
گیا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۴۸ء میں سرکاری ملازمین کی طرح مدرسین کی تنخواہوں کے اسکیل پر
بھی نظر ثانی کی گئی اور ان کا اسکیل بڑھا دیا گیا۔ اس اسکیل کو یکم جنوری ۱۹۴۷ء سے زیر
عمل قرار دیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اسی گریڈ کے سرکاری ملازمین اور مدرسین کے ساتھ
تنخواہوں کے معیار کے معاملے میں یکساں سلوک کیا جائے۔ اس اسکیم کے تحت یہ انتظام
کیا گیا ہے کہ غیر تربیت یافتہ مستند مدرسین ۳۵-۱-۴۰ روپے کا نظر ثانی شدہ سکیل پا
سکیں [illegible] کے ساتھ یہ شرط ہوگی کہ پہلے دو سال تک ان کو بطور آزمائش ۳۵ روپے
ہی پر کام کرنا ہوگا۔ نیز تربیت یافتہ مدرسین کے لئے ۴۰-۱-۵۰ روپے ترقی بشرط
کارکردگی ۱½-۶۵ کا نظر ثانی شدہ اسکیل رکھا گیا اس کے ساتھ عملہ (کیڈر) کے پندرہ
فیصدی حصہ کے لئے ۶۵-۱½-۹۰ روپے کا انتخابی گریڈ رکھا گیا۔ اس کے علاوہ
سرکاری ملازمین کی شرح کے مطابق یکم جنوری ۱۹۴۷ء سے مہنگائی بھتہ دینے کا انتظام

بھی کیا گیا اور یہ حکم جاری کر دیا گیا ہے کہ جبتک سرکاری ملازمین کو یہ بھتہ ملتا رہے اس وقت تک مدرسین کا یہ بھتہ جاری رکھا جائے۔

ضلع اسکول بورڈوں کے معاملے میں حکومت ابتدائی تعلیم کے خرچ کا جس میں ابتدائی اسکولوں کے مدرسین کی تنخواہوں کا اسکیل بھی شامل ہے ۹۵ فیصدی حصہ برداشت کرتی ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ دو سال کے مختصر عرصے میں مدرسین کے اسکیل بڑھانے سے حکومت کا مالی بوجھ کسقدر بڑھ گیا ہے۔

# نئے دیہاتوں میں اسکول کھولنا

ایک ہزار یا اس سے زیادہ آبادی رکھنے والے دیہاتوں میں لازمی ابتدائی تعلیم رائج کردی گئی ہے، اور پانچسالہ منصوبے کے تحت اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ بعد کو ۱۰۰۰ سے کم آبادی والے دیہاتوں میں بھی لازمی ابتدائی تعلیم رائج کردی جائے۔ اس کے مطابق تجویز یہ ہے کہ منصوبہ کے تحت پانچسال کے دوران میں صوبے بھر میں ایسے دیہاتوں میں جن کی آبادی ۴۰۰ یا اس سے زیادہ ہے اور وہاں اسکول نہیں ہیں ۱۰۷۰۰ اسکول کھولے جائیں۔ ارادہ یہ ہے کہ ۷۰۰ یا اس سے زیادہ آبادی والے دیہاتوں میں ضلع اسکول بورڈوں کے توسط سے اسکول کھولے جائیں، جن کا پورا خرچ حکومت برداشت کرے گی۔ اور ان چھوٹے دیہاتوں میں رضاکار جماعتوں کے توسط سے اسکول کھولے جائیں، جن کو امداد دیجائے۔ اس اسکیم کے تحت سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء میں ۱۲۲۵ اسکول اور سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ۴۷۰ اسکول کھولے گئے۔ اندازہ ہے کہ پہلے پانچ سال میں اسکیم پر ۲۰٫۳۵٫۰۰۰ روپے خرچ ہوں گے۔ ابتدائی تعلیم کی توسیع کا منصوبہ بناتے وقت جسکا مقصد یہ ہے کہ عام مفت لازمی تعلیم رائج کی جائے۔ پہلے دیہی علاقے چنے گئے جو لازمی تعلیم کے لئے موزوں ہیں تاکہ پہلے ۱۰۰۰ یا اس سے زیادہ آبادی والے دیہاتوں میں لازمی تعلیم رائج کی جائے۔ اس کے بعد

بتدریج اس سے چھوٹے دیہاتوں میں رائج کی جائے گی جہاں اس دوران میں زمین ہموار کیجائے گی تاکہ ان دیہاتوں میں رضاکارانہ بنیادوں پر لازمی ابتدائی تعلیم کو رائج کیا جاسکے۔

## دیہی اسکولوں کی عمارتوں کی تعمیر

اس سلسلے میں سب سے پیچیدہ حل طلب مسئلہ دیہی اسکولوں کے لئے معقول عمارتوں کا انتظام ہے تاکہ لازمی ابتدائی تعلیم کی ضرورت پوری ہوسکے جو صوبے میں رائج کر دی گئی ہے۔ دس سال ہوئے کانگریسی حکومت نے اپنے ابتدائی دور میں عمارتیں تعمیر کرنے کے کام کو تیز کرنے کے لئے ایک اسکیم جاری کی تھی جس کے تحت ہر ضلع کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اسکا نام ضلع بلڈنگ کمیٹی تھا۔ یہ ضلع کے مختلف طبقوں اور لوگوں کی نمائندہ تھی اور اس کے ذمے سستی عمارتیں تعمیر کرنے کا کام رکھا گیا تھا۔ مختلف وجوہات کی بناء پر جن میں سے سب سے بڑی وجہ جنگ ہے یہ اسکیم جہاں کی تہاں رہ گئی۔ اب اس اسکیم کی تجدید کی گئی ہے۔ ضلع بلڈنگ کمیٹیوں کو مستحکم کر دیا گیا ہے اور ہر ضلع کے منتظم افسر کو جو تعلیمی پالیسی کو زیر عمل لانے کا ذمے وار ہے، اس کمیٹی کا سیکریٹری مقرر کیا گیا ہے۔ سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء اور سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں ہر ضلع بلڈنگ کمیٹی کو ایک لاکھ روپے دئے گئے۔ اور اندازہ یہ ہے کہ پانچ سال کے اندر اس اسکیم پر ۹۰ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

اس دوران میں تعمیرات بلڈنگ کے کاموں کو تیز کرنے کے لئے حکومت نے کئی اقدامات کئے۔ اس اسکیم کے تحت ہر دیہات میں جہاں بلڈنگ بنائی جائے گی مقامی آبادی کو بلڈنگ کی لاگت کا ۱/۳ حصہ دینا ہوگا۔ حکومت نے اب اس حصہ کو گھٹا کر ۱/۴ کر دیا ہے۔ ایسے پسماندہ خطوں میں جن میں پس ماندہ اقوام کی آبادی ساٹھ فیصدی سے زیادہ ہے۔ دیہاتوں کو نقد رقم دینے سے مستثنی کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ لوگ مقامی سامان فراہم کریں گے اور جہاں تک ہوسکا مزدور بھی دیں گے۔

بلڈنگ پروگرام کو بڑے پیمانے پر زیر عمل لانے میں ایک سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ لاگت کا ٹھیک تخمینہ نہیں ہوتا گو حکومت نے سستے قسم کے منصوبے بنائے اور اسکول بلڈنگ کی تعمیرات کے کام کو ٹھیک کرنے کا انتظام بھی کیا پھر بھی پچھلے دو سال کے تجربے کے پیش نظر ضرورت یہ ہے کہ لاگت اور کم کی جائے اور حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ ایک اسکول بلڈنگ کی زیادہ سے زیادہ لاگت ۲۵۰۰ روپے ہونا چاہئے۔ اس اسکول کی بلڈنگ کے لئے ۴۰۰ مربع فٹ زمین دی جائے۔ اس میں ایک کلاس روم اور آٹھ فٹ چوڑا برآمدہ ہو اور اس کی چھت اور فرش پکا بنایا جائے۔ حکومت نے اب ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے اور ایسے بلڈنگ منصوبوں کو زیر عمل لانے کی اجازت دینے کے لئے تیار ہے جن کے تحت ضلع بلڈنگ کمیٹیاں ایک کلاس والے اسکول کی بلڈنگ کے لئے ۵۰۰ روپے فی دیہات کے حساب سے دیں۔ اور بلڈنگ تعمیر کرنے کا کام دیہاتیوں ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ اس کے ساتھ حکومت نے صرف یہ شرط رکھی کہ ایسی عمارتیں پکے پلاسٹر کی بنائی جائیں جو ۲۵ سال تک چل سکیں ان کا ڈھانچہ مضبوط ہو۔ فرش، دروازوں اور کھڑکیوں کے لئے جو پیمانہ رکھا گیا ہے اس کے مطابق ہی وہ بنائے جائیں ایسی صورتوں میں ضلع بلڈنگ کمیٹیوں کو یہ شرط لگانے کے لئے کہا گیا ہے کہ پہلے دس سال تک غیر معمولی حالات کے علاوہ دیگر قسم کی مرمت کرانے کی ذمہ داری دیہاتیوں ہی پر عائد ہوگی۔

# سماجی تعلیم

سوشل ایجوکیشن (سماجی تعلیم) کے معاملے میں ہم کو دو ضروری مسائل کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ یعنی موجودہ آسانیوں کو وسیع کرنا اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا۔ حال ہی میں حکومت نے اس معاملے میں بڑا اہم قدم اٹھایا ہے کہ وہ ابتدائی اسکول (جسمیں ایک سے زیادہ استاد ہوں) ایک سماجی تعلیم کا مرکز قائم کرے اور ہر ثانوی اسکول کم سے کم دو مرکز قائم کرے۔ جب یہ اسکیم مکمل طور سے زیر عمل آجائے گی تو اس کے نتیجہ میں بہت زیادہ تعداد میں سماجی تعلیم کے مرکز قائم

ہو جائینگے اور اس طرح پیوستہ علاقوں میں جو کام کیا جا رہا ہے اسکو بڑی مدد ملے گی۔ جہاں تک دوسرے مسئلہ کا تعلق ہے، جو کام اس سلسلے میں کئے جا چکے ہیں انکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور دوسری تجاویز بھی ہیں جن پر سنجیدگی سے غور کیا جا رہا ہے مثلاً سماجی تعلیم کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے چلتی پھرتی گاڑیاں اور ورکروں کی ٹریننگ، پیوستہ علاقوں میں گراموفون کا استعمال اور ورکروں کی رہنمائی کے لئے کتابوں کی اشاعت۔ اس معاملہ میں زیادہ دشواری روپیہ کی نہیں ہے جتنی کہ تربیت یافتہ کام کرنے والوں کے حاصل کرنے کے سلسلے میں پیش آتی ہے اور جس کی وجہ سے ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں دیر ہو رہی ہے۔ لیکن امید کی جاتی ہے کہ ورکروں اور استادوں کو ٹریننگ دینے کے لئے جو نیا اقدام کیا گیا ہے وہ بہت حد تک اس دشواری کو دور کر دے گا۔ اسکول کی زندگی کے ساتھ ساتھ وہ ملکر کام کرنے اور ملکر زندگی گذارنے کے طریقے سماجی تعلیم کے طریقوں اور نظریوں سے سیکھیں گے اور کام زیادہ تیز رفتاری اور مستعدی سے ہونے لگے گا۔

# خاص افسر کا تقرر

دیہاتوں میں پانی کی فراہمی، اور دیہی اسکول بلڈنگوں کے سلسلے میں حکومت نے ۱۹۴۸-۴۹ء کے اواخر میں خاص طور سے ایک سپرنٹنڈنٹ انجینیر مقرر کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ بلڈنگ تعمیر کرنے کے کام کو تیز کیا جائے اور اس ضمن میں جو رکاوٹیں ہوں وہ دور کی جائیں۔ افسر خاص کو ابتدائی اسکول کی عمارتیں بنانے کے سلسلے میں کم سے کم ضرورت کے تخمینے منظور کرنے کا اختیار بھی دے دیا گیا ہے۔

مختلف اضلاع میں ادیباسی علاقوں کا مسئلہ خاص طور سے مشکل ہے۔ دو سال ہوئے ضلع تھانہ کے ادیباسی خطوں میں حکومت نے بچوں کی تعلیم کے بارے میں چھان بین کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ جناب ڈی۔ این واندریکر، ایم۔ ایل۔ اے اس کے صدر تھے۔ اس کمیٹی نے ضلع میں ادیباسی بچوں میں تعلیم پھیلانے کے بارے میں قابل قدر مشورے دئے۔ اس

کمیٹی کی سفارشات کے باعث حکومت نے تعلقہ امبرگاؤں ضلع تھانہ میں ۵۰۰ یا اس سے زیادہ
آبادی رکھنے والے تمام دیہاتوں میں یکم مارچ ۱۹۴۹ سنہ ء سے لازمی ابتدائی تعلیم رائج کی۔
اس منصوبے کو زیر عمل لانے کے لئے چند مہینوں میں سستی قسم کی اسکول بلڈنگیں تعمیر کرنا ضروری
تھا۔ تخمینہ کے مطابق حکومت کو بلڈنگ پر ۰۰۰ر روپے خرچ کرنا ہوتے۔ اس کام میں افسر
منتظم کو مدد دینے کے لئے ایک خاص اسٹاف مع اوورسیئر مقرر کیا گیا۔ یہ اسکیم بڑی تیزی
کے ساتھ آگے بڑھائی جا رہی ہے۔

## معائینہ کرنے والا عملہ

لازمی ابتدائی تعلیم کی اسکیم کے تحت ابتدائی تعلیم تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی۔ اسکولوں
کی تعداد زیادہ ہو گئی، جس کے باعث یہ ضروری ہو گیا کہ موزوں معائینہ کرنے والوں یعنی انسپکٹروں
کا معقول انتظام کیا جائے جو اسکولوں کے روزمرہ کے کام کا معائینہ کریں، مناسب معیار
قائم رکھنے کا خیال رکھیں، نیز اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ حکومت جو کثیر رقم خرچ کرتی ہے اس
کا خاطر خواہ نتیجہ نکلے۔

اس مقصد کے پیش نظر حکومت نے پانچسالہ منصوبے کے تحت معائینہ کرنے والے
عملے کو مستحکم کرنے کی اسکیم بنائی اور طے کیا کہ ایک اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر کے زیر
نگرانی اسکولوں کی تعداد بتدریج گھٹا دی جائے اور اسکی نگرانی میں کم سے کم ۵۰ اسکول رکھے
جائیں جو ایسی موزوں تعداد ہے جس کی ایک انسپکٹر مناسب اور موثر طریقے پر نگرانی کر سکتا ہے۔
اسکیم کے تحت پانچسالہ تعمیری منصوبے کے دوران میں اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل
انسپکٹران کے لئے مزید ۲۲۰ جگہیں نکالی گئیں (۱۸۰ مردوں کے لئے اور ۴۰ عورتوں کیلئے)۔
اس کے مطابق ۱۹۴۷-۴۸ سنہ ء میں ۶۰ جگہیں منظور کی گئیں (۴۵ مردوں کیلئے اور ۱۵ عورتوں
کے لئے) اور ہر ضلع کی ضرورت کے مطابق یہ تعداد ان میں بانٹ دی گئی۔ ۱۹۴۸-۴۹ سنہ ء میں

اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹران کی مزید ۵۴ جگھیں منظور کی گئیں اور مختلف ضلعوں کے درمیان تقسیم کر دی گئیں۔ ان میں سے ۳۵ مردوں کے لئے اور ۱۰ خواتین کے لئے تھیں ۴۸-۱۹۴۷ سنہ میں صرف ۴۴ جگھیں، اور ۴۹-۱۹۴۸ سنہ میں ۳۲ جگھیں کی جا سکیں جس کی وجہ یہ ہے کہ تربیت یافتہ گریجویٹ کافی تعداد میں نہ مل سکے۔

پہلے پانچ سال میں اس اسکیم کی لاگت کا کل تخمینہ ۱۴,۰۶,۴۰۰ روپے لگایا گیا۔ لیکن ۱۹۴۷ سنہ میں تنخواہ کے اسکیلوں میں نظر ثانی کر کے یکم جنوری ۱۹۴۷ سنہ سے ان کی ادائیگی کی منظوری دی گئی۔ چنانچہ تخمینہ لاگت ۲۲,۵۱,۰۰۰ روپے تک پہنچ گیا۔

## نظری تعلیم

تعلیم میں اور خاص طور سے ابتدائی اور ثانوی تعلیم میں نظری امدادی طریقے کی اہمیت اب بڑے پیمانے پر تسلیم کی جا رہی ہے۔ سماجی تعلیم اور بالغوں کی پڑھائی کی مہم میں بھی نظری تعلیم بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ نظری تعلیم کی بعد از جنگ تعمیری اسکیم کے تحت صوبے کے مختلف مرکزوں کے لئے بتدریج پروجیکٹروں اور جنریٹروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ موزوں فلم خریدنے کا بھی انتظام کیا گیا جو مختلف تعلیمی اداروں میں دکھائے جائیں گے۔ نظری تعلیم کی توسیع و ترقی اور فلم تیار کرنے کے سلسلے میں دو مشاورتی کمیٹیاں بنا دی گئی ہیں۔

## لائبریریوں کی تحریک

۱۹۴۶ سنہ میں حکومت نے لائبریری کی توسیع و ترقی کمیٹی کی رپورٹ (۱۹۴۰ سنہ) میں بیان کردہ سفارشات پر غور و خوض کیا اور ان کو بتدریج زیر عمل لانے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کے مطابق پہلے درجہ کے سلسلے میں بمبئی میں سنٹرل لائبریری قائم کی گئی۔ اور احمد آباد، پونا، اور دھارواڑ میں تین علاقائی لائبریریاں قائم کرنے کی منظوری دی گئی۔ مرکزی

لائبریری کو ۳۷٬۰۰۰ روپے سالانہ مکررہ الوقوع امدادی دی جا رہی ہے۔ اور تین علاقائی لائبریریوں میں سے ہر ایک کو ۱۲٬۰۰۰ روپے سے لیکر ۱۳٬۰۰۰ روپے تک سالانہ امداد دی جا رہی ہے۔ لائبریری کی ترقی کی تحریک کے دوسرے مرحلے کے سلسلے میں حکومت نے صوبے میں ۱۶ ضلع لائبریریاں، ۱۷۲ تعلقہ لائبریریاں قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مالیاتی سال ۴۹-۱۹۴۸ء کے آخر تک ۱۶ ضلع وار اور ۱۱۲ تعلقہ اور پیٹھا لائبریریاں قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے۔ تعلقہ اور پیٹھا لائبریریوں میں سے ۵۹ مہاراشٹرا میں، ۲۴ کرناٹک میں اور ۲۹ گجرات میں کھولی گئیں۔

ضلع اور تعلقہ لائبریریوں کو بالترتیب ۴٬۰۰۰ روپے اور ۴۵۰ روپے کی رقم دی جا رہی ہے۔ سماجی تعلیم پروگرام کے حصے کے طور پر حکومت نے گاؤں لائبریریوں کی اسکیم بھی ہاتھ میں لی ہے۔ ان لائبریریوں کو پہلے سال ۵۰ روپے اور اس کے بعد کے سالوں میں ۱۸ روپے سالانہ امدادی رقم دی جاتی ہے۔ گاؤں لائبریریوں کی تعداد ۲٬۰۰۰ سے لیکر ۲٬۵۰۰ تک ہے۔

## ثانوی تعلیم کی ترقی

زیر نظر مدت میں ثانوی اسکول کمیٹی نے جو حکومت نے کچھ عرصہ ہوا قائم کی تھی اپنی رپورٹ پیش کی حکومت نے ۴۹-۱۹۴۸ء میں اس کمیٹی کی سفارشات پر اپنے فیصلوں کا اعلان کیا۔ کمیٹی کی سفارشات پر حکومت کے احکامات میں خاص بات یہ ہے کہ غیر سرکاری ثانوی اسکولوں کے مدرسین کو سرکاری ثانوی اسکولوں کے مدرسین کے ہم رتبہ قرار دیا گیا اور تنخواہ کے اسکیل کے بارے میں ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا گیا جو سرکاری ثانوی اسکولوں کے مدرسین کے ساتھ کیا گیا۔ غیر سرکاری اسکولوں میں ثانوی مدرسین کی شرائط ملازمت کو نرم کر دیا گیا۔ علاقاجات کی بنیاد پر فیس کی شرح مقرر کر دی گئی۔ ثانوی اسکولوں کی امدادی

رقم ۳۰ فیصدی سے بڑھا کر ۳۳⅓ فی صدی کر دی گئی۔ اس کے ساتھ ۵ فی صدی تک مزید امتیازی امداد دینے کا انتظام کیا گیا۔ نادار اسکولوں کو امداد پانے والے اسکولوں کے زمرے سے الگ کر دیا گیا۔ کمیٹی کے خیال کے مطابق غیر تربیت یافتہ ثانوی مدرسین کو اسکیم میں کوئی جگہ حاصل نہیں ہے اور ان کے لئے طویل المدت اسکیل بھی نہیں رکھا گیا ہے۔

رپورٹ کی دیگر اہم باتیں یہ ہیں۔ ثانوی اسکولوں کا صدر مدرس صرف انہیں شخص کو مقرر کیا جا سکتا ہے جنہیں کم سے کم پانچ سال تک پڑھانے کا تجربہ ہو۔ اسی کے ساتھ شعبہ میں اُن کی مستقلی کا انتظام، مدرسین کی خطہ واری انجمنوں کو تسلیم کرنا، ملازمت سے متعلق معاملات کے بارے میں مدرسین کو حکومت سے اپیل کرنے کا حق، نجی ٹیوشن کے لئے قاعدہ، فی ہفتہ کم سے کم پڑھانے کے اوقات کا تعین، ضروری اطلاع کے بعد جانے والے مدرسین کو ڈسچارج سرٹیفکیٹ دینا اور اسکولوں کا یہ فرض ہوگا کہ صرف انہی مدرسین ہی کو ملازم رکھیں جن کے پاس ڈسچارج سرٹیفکیٹ ہو۔

ثانوی اسکول کمیٹی کی سفارشات پر حکومت نے جو فیصلے کئے ان پر مدرسین نے عام طور پر اطمینان کا اظہار کیا اور مدرسی کے پیشہ کو استحکام حاصل ہوا اور ثانوی تعلیم کی باقاعدہ ترقی کی صورت پیدا ہوئی۔

## بعض نقائص

صوبے کے ثانوی تعلیم کے نظام میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ نصاب اور مقاصد تعلیم دونوں میں یونیورسٹی میٹرکولیشن کے امتحان کا بہت زیادہ عمل دخل تھا۔ میٹرکولیشن اگزامنیشن کا ابتدائی مقصد یہ ہے کہ ہائی اسکول کے طالب علم کی صلاحیت کی جانچ کی جائے کہ آیا وہ یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا امتحان نہیں ہے جو اسی کے برابر مانا جاتا ہو۔ لہٰذا میٹرکولیشن اگزامنیشن مختلف

کام اختیار کرنے کا ایک وسیلہ بن گیا ہے۔ نتیجہ یہ کہ طلبا کو میٹرک کے امتحان کے لئے تیار
کرنا ہی ہائی اسکول کی تعلیم کا تمام تر مقصد بن گیا۔ اس حقیقت کو ٹھیک سے نہیں سمجھا گیا
کہ ہائی اسکول کی تعلیم یونیورسٹی تعلیم کے لئے تیار کرنے کے واسطے محض ایک منزل تھی بلکہ
بذات خود تعلیم کا ایک حصہ ہے۔ ہائی اسکولوں میں تعلیم پانے والے طلبا کی بہت ہی کم تعداد
یونیورسٹی میں داخل ہونے کے قابل ہوتی ہے۔ ان کے باقی بڑے حصہ کو ہائی اسکول کی
تعلیم ہی کے ساتھ زندگی شروع کرنی پڑتی ہے کیوں کہ ہائی اسکول کی تعلیم میں میٹرک کا
امتحان چھایا ہوا ہے لہذا ہائی اسکول کا نصاب بہت ہی محدود اور غیر لچکدار بن گیا جو عام
اچھی تعلیم کی موجودہ ضروریات کے لئے بڑی حد تک غیر موزوں ہے۔ سات آٹھ سال اسکول
میں تعلیم پانے کے بعد اگر طالب علم میٹرک کے امتحان میں کسی ایک یا دو مضامین میں فیل
ہو جائے تو اس طرح اس کے دامن پر ناکامی کا دھبہ لگ جاتا اور اسے کوئی سند نہ ملتی جس
سے اس کی لیاقت کا اظہار ہو۔

کچھ عرصہ ہوا سنٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن (تعلیم کے مرکزی مشاورتی
بورڈ) کی ایک کمیٹی نے انٹر یونیورسٹی بورڈ کے نمائندوں کے مشورے سے میٹرک امتحان کے
مسئلہ کی جانچ کی اور منجملہ اور باتوں کے یہ مشورہ دیا کہ تعلیمی، اقتصادی اور انتظامی لحاظ
سے مناسب یہی ہے کہ ہائی اسکول کی منزل کے خاتمہ پر صرف ایک امتحان لیا جائے اور
یہ امتحان اس نوعیت کا ہو کہ طالب علم اسکول چھوڑنے کے بعد ملازمت بھی اختیار کر سکے
اور اگر چاہے تو یونیورسٹی میں بھی داخل ہو سکے۔ لہذا سنہ ۱۹۴۸ء میں حکومت نے محض ثانوی
تعلیم کی بہتری کے خیال سے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ثانوی تعلیم پر اور موثر طریقے سے قابو حاصل
کرے جس کی صورت یہ ہے کہ ثانوی نصاب کے خاتمہ پر ایک الگ امتحان لیا جایا کرے۔
لہذا قانونی طور سے ایک بورڈ قائم کرنے کے لئے ایک بل پیش کیا گیا۔ بورڈ کا نام سیکنڈری
اسکول سرٹیفکیٹ اگزامینیشن بورڈ رکھا گیا جس میں مختلف اداروں یعنی حکومت، یونیورسٹی،

اور ثانوی تعلیم کا انتظام کرنیوالوں کے نمائندے ہیں۔ یہ بورڈ حکومت کے زیر نگرانی ہیں جس کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ ثانوی تعلیم کے نصاب کے خاتمہ پر ایک مشترکہ امتحان لیتا ہے۔

اس امتحان کا نصاب عام طور سے میٹرک کے معیار کا ہے جس میں کئی اختیاری مضامین نیز پیشے اور کام بھی شامل ہیں تاکہ وہ مختلف صلاحیت اور دلچسپی رکھنے والے طالب علموں کے لئے موزوں ہوں اور وہ مختلف بیوپاروں اور کاروبار، صنعت اور سرکاری ملازمت وغیرہ میں ٹھیک سے کھپ سکیں۔ مجلس قانون ساز نے سنہ ۱۹۴۸ء میں یہ بل منظور کیا۔ اور مارچ سنہ ۱۹۴۹ء کے آخر میں پہلا سکنڈری اسکول سرٹیفکیٹ کا امتحان ہوا۔

## دریا دلی کے ساتھ امداد

ثانوی تعلیم کی توسیع و ترقی کی اسکیم کے تحت پہلے پانچسالہ منصوبے میں غیر سرکاری ثانوی اسکولوں کی امدادی رقم ۷۰ لاکھ تک پہنچتی ہے۔ معمولی بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء اور سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں اسکیم کے تحت بالترتیب دس اور ۱۲ لاکھ روپے کا انتظام کیا گیا۔ غیر سرکاری ثانوی اسکولوں کے لئے سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء میں ۲۵،۷۶،۰۰۰ روپے اور سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ۷۰،۱۶،۰۰۰ روپے کی کل امدادی رقم منظور کی گئی۔ اس کے مقابلے میں اسکیم کے جاری ہونے سے پہلے کل ۲۳ لاکھ روپے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس طرح ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۹ء کو ختم ہونے والے سال میں محکمہ اس قابل ہو گیا کہ ثانوی اسکول کو دل کھول کر امداد دے۔

ثانوی تعلیم کے سماجی پہلو پر خاص طور سے زور دیا جاتا ہے اور نوجوانوں کی تحریک اسکاوٹ تحریک اور ایسی دیگر سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ استادوں اور طالب علموں کے لئے چھٹیوں کے دنوں میں کیمپ لگانے کا انتظام بھی کیا گیا ہے اور صوبے کے موزوں مقامات پر کیمپ لگائے بھی گئے۔

# لوک شالائیں

میٹرک کے معیار تک مستحکم نوعیت کی ثانوی تعلیم (انگریزی کے بغیر) کا انتظام کرنے کے پیش نظر لوک شالہ اسکیم جاری کی گئی، جو خاص طور سے پرائمری اسکول کا سندی امتحان پاس کرنے والے طلبا کے لئے تھی۔ لوک شالہ کا نصاب تین سال کا ہے تاکہ پرائمری اسکول سرٹیفکیٹ اگزامینیشن پاس کرنے والا جو طالب علم اس نصاب میں شریک ہو وہ ہر طرح کی عام تعلیم پائے اور ابتدائی تعلیم کے نصاب کے خاتمہ پر محض ابتدائی اسکول سرٹیفکیٹ امتحان پاس کرنے والے امیدوار کے مقابلہ میں مدرسی کا پیشہ اختیار کرنے کے لئے زیادہ بہتر ہو۔ لوک شالہ کے امتحانات پاس کرنے والے طالبعلم پرائمری ٹریننگ کالجوں میں داخل ہو سکتے ہیں جہاں ان کو صرف ایک سال تربیت دی جاتی ہے حالانکہ ان کے مقابلے میں پرائمری اسکول سرٹیفکیٹ امتحان پاس کرنے والے امیدواروں کو دو سال تربیت دینے کا قاعدہ رکھا گیا ہے۔ اب تک صرف چھ لوک شالائیں قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سے چار سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء میں دھولیہ، پونا، نڑیاد اور بیجاپور کے مقامات پر اور دو سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں منماڑ اور احمد نگر کے مقامات پر کھولی گئیں ان میں موخر الذکر لڑکیوں کے لئے ہے۔

سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں لوک شالاؤں میں طلبا کی تعداد ۳۲۲ تھی جن میں ۲۰ لڑکیاں تھیں۔ سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں طلبا کی کل تعداد ۵۱۴ ہو گئی جن میں سے ۴ لڑکیاں تھیں۔ مڈل اسکول کے درجوں میں انگریزی ختم کردی گئی پھر سہولیتیں بھی کم ہو گئیں جس کے باعث جیسا کہ پہلے خیال تھا لوک شالہ اسکیم کی ترقی فی الحال رک گئی ہے

# زراعتی ہائی اسکول

زراعتی اسکول کھولنے کی اسکیم کے تحت چار مزید زراعتی ہائی اسکول کھولنے کا

ارادہ کیا گیا جن کے ساتھ ہوسٹل بھی ہوں۔ لیکن بعد کو سہولتیں کم ہو جانے کے باعث یہ تعداد دو کر دی گئی۔

ابراما، ضلع سورت میں واقع ایک غیر سرکاری ہائی اسکول کا انتظام حکومت نے جون سنہ ۱۹۴۶ء سے اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اسے زراعتی ہائی اسکول بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں اس اسکول میں طلبا کی تعداد ۳۶۴ تھی۔ اس سال اس اسکول میں ۴۲,۵۳۶ روپے کا خرچ بیٹھا تھا۔ سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں اس اسکول میں طلبا کی تعداد ۳۲۳ ہو گئی اور اس سال اس اسکول میں ۳۳,۲۰۵ روپے (مکرر الوقوع) اور ۱۶,۹۶۴ روپے (غیر مکرر الوقوع) خرچ آیا۔

# جسمانی تعلیم کی توسیع

کچھ عرصہ ہوا جسمانی تعلیم کی کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ جسمانی تعلیم کی اسکیم اصل میں اسی کی سفارشات پر مبنی ہے اور جسمانی تعلیم کی زیادہ سے زیادہ توسیع و ترقی کے لئے بنائی گئی ہے، جس میں جسمانی تعلیم کا کالج (کالج آف فزیکل ایجوکیشن) کھولنے کی تجویز بھی شامل ہے۔ کاندیولی میں جسمانی تعلیم کی تربیت دینے کے لئے ایک ادارہ (ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ) ہے جس میں گریجویٹ کے لئے ۹ ماہ کا کورس رکھا گیا ہے اور ڈپلوما دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ بمبئی میں مختلف مقامات پر ثانوی اور ابتدائی مدرسین کے واسطے جسمانی تعلیم کے مختلف نصابوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ ثانوی کے مدرسین کے لئے ۲½ ماہ کا کورس ہے۔ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے فزیکل ایجوکیشن، کاندیولی میں ہر سال اس قسم کے دو کورس ہوتے ہیں۔ ہر کورس میں ۱۰۰ مدرسین کی تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جسمانی تعلیم کے سندی نصاب (سرٹیفکیٹ کورس) اور ثانوی مدرسین کے مختصر مدت کے نصاب چلانے کے لئے خاص شرائط کے ساتھ نجی اداروں اور جماعتوں کو بھی تسلیم کیا جاتا ہے اور ان کورسوں کے چلانے پر جو خرچ آتا ہے حسب ذیل امور کے سوا اس کا پچاس فیصدی حصہ ان کو دیا جاتا ہے:- (۱) سفر کا الاؤنس جس کے لئے زیادہ سے زیادہ

۵ روپے فی طالب علم ادا کیا جا سکتا ہے۔ (۲) خوراک کا خرچ جس کے لئے ۳ روپے فی طالب علم ماہانہ تک لیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی مدرسین کو دو منزلوں میں جسمانی تعلیم کی تربیت دی جاتی ہے۔ پہلی منزل میں تعلیمی لیاقت، چستی اور چالاکی اور ورزش اور کھیلوں سے ذوق و شوق کی بنیاد پر ہر تعلقہ کے چار استاد چنے جاتے ہیں اور ان کو ہر ضلع میں موزوں مقامات پر خوب تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے لئے دو ماہ کا نصاب ہوتا ہے اور ضلع میں جسمانی تعلیم کے اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹروں میں سے کسی ایک انسپکٹر کو تربیت کا انچارج مقرر کیا جاتا ہے۔ دوسری منزل یہ ہے کہ جب ابتدائی مدرسین، پہلی منزل میں جسمانی تعلیم کی تربیت پا چکتے ہیں تو پھر یہ اپنے اپنے تعلقوں میں چھٹیوں کے دنوں میں ابتدائی تعلیم کے مدرسین کی ایک محدود تعداد کے لئے کلاسیں کھولتے ہیں۔ اسکیم کے تحت اندازہ یہ ہے کہ تین سال کے عرصہ میں ۱۲۰۰۰ ابتدائی مدرسین کو تربیت پا جانا چاہئیے۔

۱۹۴۷-۴۸ء میں صوبے کے ۱۶ اضلاع میں ابتدائی مدرسین کے لئے مختصر مدت کے نصابوں کا انتظام کیا گیا۔ اور ۱۹۴۸ء میں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ برائے فزیکل ایجوکیشن، کانڈیولی میں ثانوی مدرسین کے لئے مختصر مدت کے ایک کورس کا انتظام کیا گیا۔ ۱۶ اضلاع میں مختصر مدت کے لئے جو کورس ہوئے ان میں سے ۵۰۷ ابتدائی مدرسین شریک ہوئے۔ اور کانڈیولی کے مختصر المدت کورس میں ۴۷ ثانوی مدرسین شریک ہوئے۔

## صوبے کے لئے معائنہ کرنیوالے افسران

غیر سرکاری ثانوی اسکولوں کو ۶۰۰۰۰ روپے امداد کے طور پر دئے گئے۔ یہ رقم ہر اسکول کو اس کے جسمانی تعلیم کے خرچ کے تہائی حصے کے حساب سے دی گئی۔ اس مدت میں لوکل اتھارٹیوں کو جسمانی تعلیم کے لئے ۵۰۸۰۰ روپے تک کی امدادی رقم دی گئی۔ ۱۹۴۷-۴۸ء میں جسمانی تعلیم کے لئے نئے اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹروں کی مزید بارہ جگہوں کے لئے

# صوبہ بمبئی میں تعلیم

تصویروں کے اس حصے میں ہم سات تصاویر پیش کر رہے ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح سماجی اور ابتدائی تعلیم پھل پھول رہی ہے۔ اگرچہ یہ ترقی آہستہ آہستہ ہو رہی ہے۔ لیکن کامیابی کا پورا پورا یقین ہے۔ ہندوستان دیہات میں بستا ہے۔ اور دیہات ہی کو لازمی طور سے اس نئی جمہوریت کا ستون بننا چاہئے، جو آزاد ہندوستان میں قدم جما رہی ہے۔

## دنیا کے حالات سے باخبر رھنے کا طریقہ

ریڈیو اور اخبارات گاؤں والوں کی زندگی کا ایک مستقل حصہ بن گئے ھیں۔ ھر گاؤں والے کو ملک اور بیرونی دنیا کے حالات سے دلچسپی پیدا ھو گئی ھے۔ اس تصویر میں ایک نیا نیا پڑھا لکھا دیہاتی اخبار پڑھکر سنا رھا ھے۔ اور دوسرے سراپا گوش بنے سن رھے ھیں۔ اِس طرح گاؤں والے دنیا کے حالات سے باخبر رھتے ھیں۔
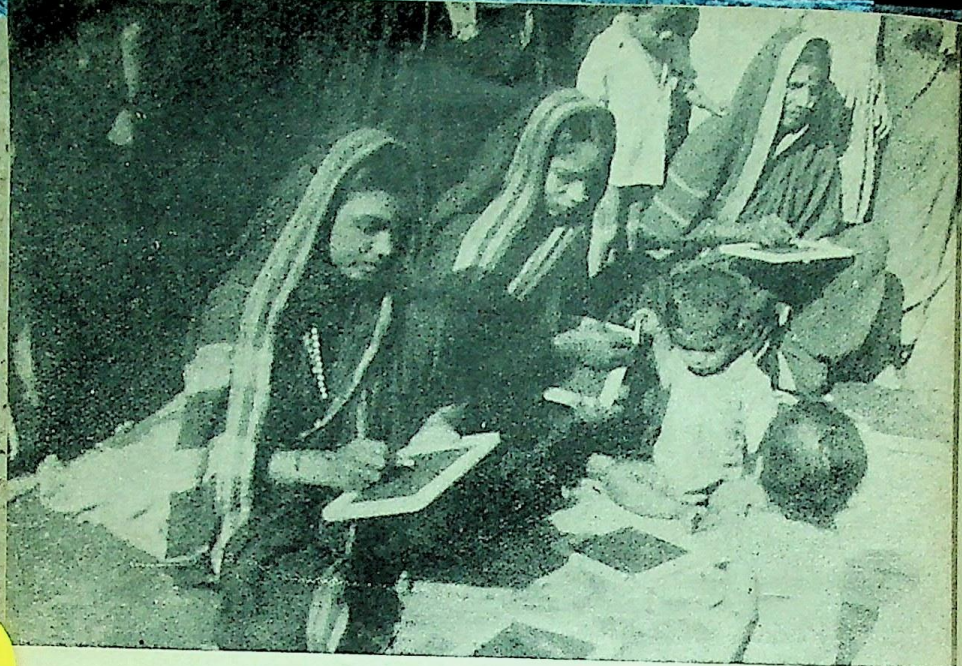
## لوری دینے والی گوری...

درجنوں عورتیں چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی بچوں کو پالنے پوسنے کے ساتھ ساتھ پڑھنے لکھنے اور ہنر سیکھنے میں مصروف رہتی ہیں۔ سماجی تعلیم کا نصاب ہی کچھ ایسا رکھا گیا ہے کہ اسکی مدد سے وہ بہترین ماں بن جاتی ہیں۔ اور وہ کل کے شہریوں کی پرورش کرنے کے لئے زیادہ موزوں ہو جاتی ہیں۔

## جسمانی محنت کے ساتھ ساتھ۔
## دماغی ترقی بھی

ھمارے سخت محنت کرنے والے کسان بھی جیسا کہ اِس تصویر سے ظاھر ھے تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں اپنی عورتوں سے کسی طرح پیچھے رھنے والے نہیں معلوم ھوتے۔
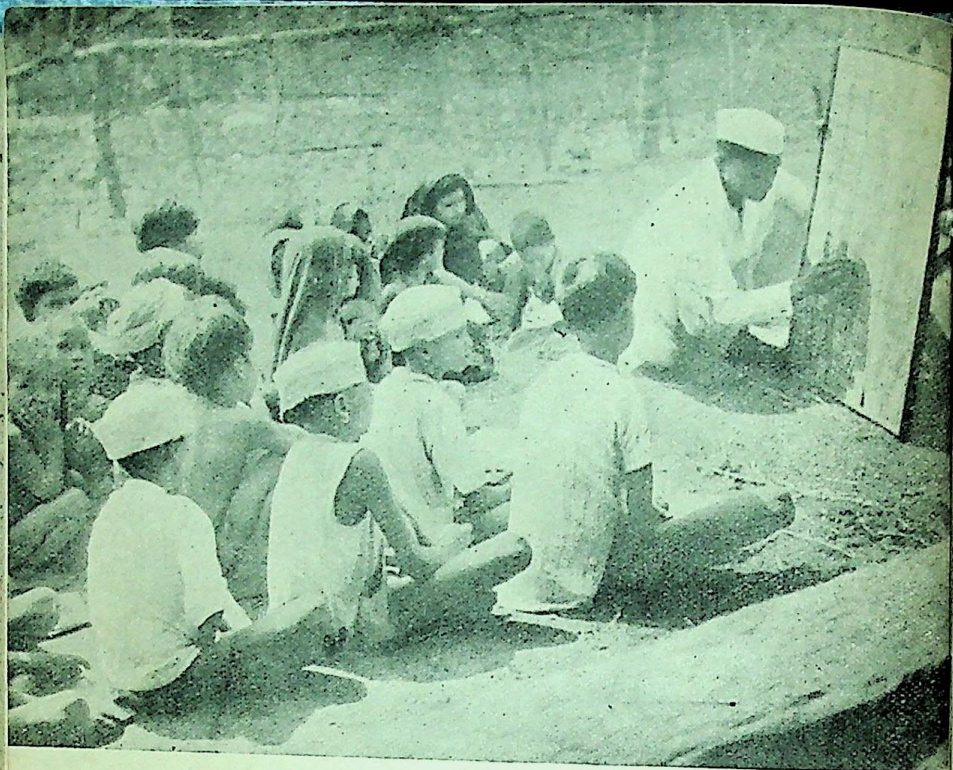
# بچوں کا شوق

یہ بچے حروف تہجی سیکھنے میں کس قدر مگن ہیں۔ یہ کلاس صوبہ بمبئی کے ایک دور دراز گاؤں میں واقع ہے۔ نوجوان استاد کے انہماک کو ملاحظہ کیجئے جو دنیا کی ہر چیز سے بے خبر بچوں کو سکھانے میں مصروف ہے۔
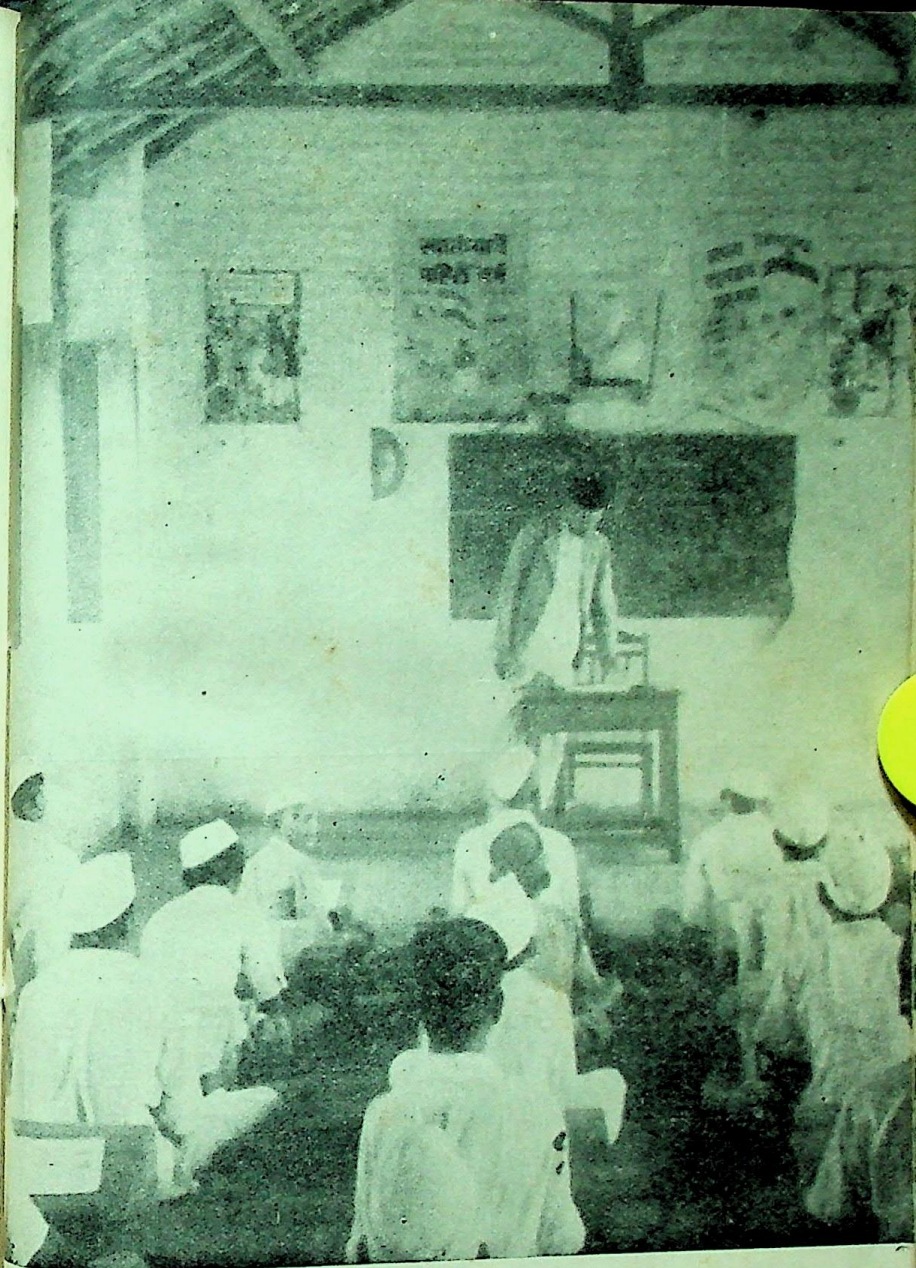
## دیہات کا ایک ابتدائی اسکول

اوپر گاؤں کے ایک ابتدائی اسکول کا کمرہ دکھایا گیا ہے، جس میں تعلیم دینے کے لئے پوسٹروں سے اکثر کام لیا جاتا ہے۔ تصویروں کی تعلیم کے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اِس قسم کے ابتدائی اسکول صوبہ بمبئی کے سیکڑوں دیہاتوں میں نظر آتے ہیں۔

منظوری دی گئی جس میں سے دس اسی سال پُر کر دی گئیں۔ پورے صوبے کے لئے (بی۔ ای ایس کلاس لے میں) جسمانی تعلیم کا ایک انسپکٹر مقرر کیا گیا تاکہ وہ ابتدائی اور ثانوی اسکولوں اور ٹرینِنگ اداروں میں جسمانی تربیت کے کام کا معائنہ کرے۔

۱۹۴۸-۴۹ سنہ میں نومبر ۱۹۴۶ سے کاندیولی میں ثانوی مدرسین کے لئے جسمانی تعلیم کا ایک مختصر مدت کا کورس جاری کیا گیا، جس میں ۷۹ مدرسین شریک ہوئے۔ پہلی منزل کے تحت تین اضلاع میں پانچ مرکزوں میں ابتدائی مدرسین کے لئے مختصر مدت کے نصاب جاری کئے گئے۔ جن میں ۱۸۰ ابتدائی مدرسین نے شرکت کی۔ اور دوسری منزل کے تحت تیرہ اضلاع میں ۶۱ مراکز میں ایسے نصاب جاری کئے گئے جن میں ۱۶۱۴ مدرسین نے شرکت کی۔

۱۹۴۸-۴۹ سنہ میں جسمانی تعلیم کے لئے اسسٹنٹ ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹروں کی ۱۰ مزید جگہوں کی منظوری دی گئی۔ ۷ تقررات ہوئے۔ اس میں وہ دو جگہیں بھی شامل ہیں جن کے لئے ۱۹۴۷-۴۸ سنہ میں تقرر نہ ہو سکا تھا۔ ۱۹۴۸-۴۹ سنہ میں لوکل باڈیوں کو ان کے جسمانی تعلیم کے خرچ کے لئے ۲۲۹،۲۲،۲ روپے کی رقم بطور امداد دی گئی اور ۵،۲،۳۶۰ روپے کی رقم ثانوی اسکولوں کو امداد دینے میں صرف کی گئی۔ اندازہ ہے کہ پہلے پانچ سال میں جسمانی تعلیم کی اسکیم پر ۲۲،۷۷،۰۰۰ روپے خرچ ہوں گے۔

## اعلیٰ تعلیم

صوبہ بمبئی میں زیر نظر مدت میں اعلیٰ تعلیم کی رفتار ترقی پر مجلس قانون ساز کے دو اہم قوانین یعنی (۱) پونا یونیورسٹی ایکٹ ۱۹۴۷ سنہ اور (۲) کرناٹک یونیورسٹی ایکٹ، ۱۹۴۹ سنہ سے روشنی پڑتی ہے۔ صوبے میں یونیورسٹی تعلیم کی مرکزیت کو توڑنے کی ضرورت عرصہ ہوا تسلیم کی جا چکی ہے۔ مہاراشٹر اور دیگر جگہوں میں نوے دار اصحاب علاقائی یونیورسٹیوں

کے قیام کا مطالبہ کر رہے تھے۔ چنانچہ حکومت بمبئی نے ۱۹۴۲ء میں ایک کمیٹی مقرر کی۔ ڈاکٹر ایم۔ آر جیکر اس کے صدر مقرر کئے گئے تھے۔ اس کے سپرد یہ کام تھا کہ مہاراشٹر میں یونیورسٹی قائم کرنے کے بارے میں رپورٹ پیش کرے حکومت نے اس کمیٹی کی سفارشات کی جانچ کی۔ نومبر ۱۹۴۵ء میں ان تجاویز کا اعلان کیا گیا جن کے متعلق پونا یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔

گجرات اور کرناٹک کے لئے علاقائی یونیورسٹیاں قائم کرنے کا کام بھی اس مدت میں کافی آگے بڑھا۔ ان کے بارے میں بھی جانچ پڑتال کے لئے خاص کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں۔ صوبے میں یونیورسٹیوں کی از سر نو تنظیم کی وسیع اسکیم میں نہ صرف خطہ واری یونیورسٹیوں بلکہ سٹی یونیورسٹی کے لئے بھی اور ایس۔ این۔ ڈی۔ ٹی انڈین وومینس یونیورسٹی بمبئی کو قانونی طور پر تسلیم کرنیکا انتظام کیا گیا۔

# پونا یونیورسٹی

۱۹۴۷ء میں پونا یونیورسٹی بل منظور کیا گیا۔ یہ یونیورسٹی تعلیم دینے کے لئے ہو گی اور دیگر ادارے اس سے ملحق ہوں گے۔ یہ یونیورسٹی پونا کے علاقے میں تعلیم کا انتظام کرے گی۔ اور شہر بمبئی اور ضلع مضافات بمبئی کو چھوڑ کر مہاراشٹر کا علاقہ اس کے حلقہ اختیار میں ہو گا۔ تعلیم کے میدان میں یہ یونیورسٹی استاد اور شاگرد کے درمیان قریبی رشتہ قائم کرے گی۔ اعلیٰ تعلیم جہاں تک ممکن ہو سکا خود ان کے زیر نگرانی ہو گی، تاکہ یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کا ایک مرکز بن جائے۔ اس نئی یونیورسٹی کی خاص خوبی یہ ہے کہ گورنر بمبئی پہلے چانسلر ہوں گے۔ لیکن یہ کام یونیورسٹی ہی کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے کہ پانچ سال کے بعد منتخب شدہ چانسلر کے تقرر کا فیصلہ اور انتظام کرے۔ اسی طرح گو پہلا وائس چانسلر ایک اعزازی عہدے دار ممبر ہو گا جسے حکومت نامزد کرے گی لیکن یونیورسٹی کو یہ اجازت

دی گئی ہے کہ اس جگہ کو با تنخواہ عہدہ بنادے، جس کے لئے پورے وقت کام کرنے والا وائس چانسلر مقرر کیا جائے اور اگر ضروری ہو تو پرو چانسلر بھی مقرر کرے۔ ڈاکٹر ایم، آر جیکر ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء سے پہلے اعزازی وائس چانسلر مقرر کئے گئے۔ اس خیال سے کہ یونیورسٹی کا کام جاری رہے جون ۱۹۴۸ء میں حکومت نے ۵۰،۰۰۰ روپے کی پیشگی امداد دی تاکہ اس کے تازہ اخراجات پورے ہو سکیں اور مارچ ۱۹۴۹ء میں حکومت نے ۴۹-۱۹۴۸ء کے مالیاتی سال کے لئے ۱،۴۴،۵۰۰ روپے کی کل غیر مکرر الوقوع امداد منظور کی جس میں ۵۰،۰۰۰ روپے پیشگی امداد کے بھی شامل ہیں۔

فروری ۱۹۴۹ء کے پہلے ہفتے کے خاتمہ تک یونیورسٹیوں کے مختلف اداروں (باڈیوں) کے انتخابات کا کام ختم ہو گیا اور صوبائی حکومت نے فروری ۱۹۴۹ء کو پونا یونیورسٹی ایکٹ کی باقی دفعات بھی نافذ کر دیں تاکہ اس تاریخ سے یونیورسٹی ایک منظم ادارے کی حیثیت سے وجود میں آجائے۔

## کرناٹک یونیورسٹی

حکومت کی مقرر کردہ کرناٹک یونیورسٹی کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ کرناٹک یونیورسٹی دراصل ایک ملحقہ ادارہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ کرناٹک یونیورسٹی بل مرتب کیا گیا اور ۴۹-۱۹۴۸ء کے آخر میں ایکٹ کی شکل میں منظور کر دیا گیا۔ جہاں تک ممکن ہو سکا اس ایکٹ کے انتظامات کو پونا یونیورسٹی ایکٹ کے مطابق وضع کیا گیا۔ صرف ضروری رد و بدل کیا گیا تاکہ یہ کرناٹک یونیورسٹی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق ہو جائے۔

۴۸-۱۹۴۷ء میں بمبئی یونیورسٹی کے لئے مزید ایک لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی گئی۔ اس عرصہ میں پونا یونیورسٹی کو جو امداد دی گئی وہ ۳،۰۸،۰۰۰ روپے ہے ۴۹-۱۹۴۸ء میں بمبئی یونیورسٹی کو مزید ایک لاکھ روپے کی امدادی رقم دی گئی اور پونا یونیورسٹی کو کل

۱۱۰٫۵۰ روپے کی امدادی رقم ادا کی گئی۔ بعد از جنگ تعمیری پروگرام کے تحت آرٹ اور پیشہ ورانہ کالجوں کو سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء اور سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ۱۹۱٫۰۰۰ روپے کی مزید گرانٹ دی گئی۔ اور ریسرچ سوسائٹیوں وغیرہ کو ان دو سالوں میں بالترتیب ۱۸٫۳۰۰ روپے اور ۳۲۲٫۰۰۰ روپے کی مزید امداد دی گئی۔ اسی طرح پیشہ ورانہ کالجوں کو سنہ ۴۸-۱۹۴۷ء میں ۲٫۲۱٫۹۱۴ روپے اور سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ۲٫۷۵٫۰۰۰ روپے کی امداد دی گئی

# فنی اور صنعتی تعلیم

اس صوبے میں فنی اور صنعتی تعلیم جزوی طور پر ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن، پونا، اور ڈائرکٹر آف انڈسٹریز، بمبئی کی زیر نگرانی ہے۔ صوبے میں فنی تعلیم کی زیادہ بہتر نگرانی اور ترقی کے لئے ایک خاص جماعت قائم کی گئی جس کا صدر دفتر بمبئی میں ہے۔ (اس جماعت کا قیام سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء کے مالیاتی سال سے عمل میں آیا ہے)۔

مسٹر جے۔ اے تاراپوروالا جو ابھی حال تک کالج آف انجینیرنگ، پونا کے پرنسپل تھے ان کو بحیثیت جوائنٹ ڈائرکٹر آف ٹکنیکل ایجوکیشن کے اس جماعت کا نگران مقرر کیا گیا ہے۔ تین انسپکٹران برائے ٹکنیکل ایجوکیشن آپ کا ہاتھ بٹائیں گے۔ ان میں سے ایک کا تقرر عمل میں آچکا ہے۔ ایک ڈپٹی انسپکٹر ہوگا جو پرسنل اسسٹنٹ بھی ہوگا۔

محکمہ کے کام عام طور سے حسب ذیل ہیں:-

(۱) سمندر پار کی تعلیم۔

(۲) کالج کی تعلیم۔

(۳) فنی تعلیم۔ (۴) صنعتی تعلیم۔ (۵) پیشہ ورانہ تعلیم۔

(۶) صنعتی، فنی اور پیشہ ورانہ اداروں کو تسلیم کرنا، ان کا معائنہ کرنا اور ان کو دی جانیوالی امدادی رقم کی جانچ کرنا اور ان کی ادائیگی کرنا،

(۷) فنی اور صنعتی تربیت اور ریسرچ کے لئے وظیفے دینا،
(۸) سابق فوجیوں کے لئے تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانا،
(۹) سابق فوجیوں کے لواحقین کے لئے تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانا۔
(۱۰) نرواسی بچوں کے لئے تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانا، اور
(۱۱) پس ماندہ اقوام کے طلبا کے لئے تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانا۔

# سمندر پار کی تعلیم

مرکزی حکومت نے سمندر پار کے دیسوں میں فنی اور سائینٹفک مضامین کی تعلیم و تربیت کے لئے جو اسکیم بنائی ہے صوبائی حکومت اس میں شریک ہے۔ اس اسکیم کے تحت سنہ ۱۹۴۵-۴۶ء سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء اور سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء کے لئے طلبا کی تین ٹولیاں چنی گئیں۔

ذیل کے نقشے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۹ء کو ان ٹولیوں کی پوزیشن کیا تھی:۔

| انتخاب کا سال | چنے جانے والے امیدواروں کی تعداد | زیر تربیت امیدواروں کی تعداد | ان امیدواروں کی تعداد جو سفر کے منتظر ہیں | تربیت پانے کے بعد آنیوالے امیدواروں کی تعداد |
|---|---|---|---|---|
| سنہ ۱۹۴۵-۴۶ء | ۲۰ * | ۵ | — | ۱۴ |
| سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء | ۳۳ (الف) | ۲۴ | ۱ | ۶ |
| سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء | ۲۴ | ۲۳ | ۱ | — |
| کل تعداد | ۷۷ | ۵۲ | ۲ | ۲۰ |

* ایک امیدوار کو بعد میں الگ کر دیا گیا۔
(الف) انتخاب کے بعد دو امیدوار خود الگ ہو گئے۔

# کالج کی تعلیم

صوبے میں جوائنٹ ڈائرکٹر آف ٹکنیکل ایجوکیشن کے دفتر میں فنی تعلیم کا مرکز قائم کر دیا گیا۔ جیسا کہ ذیل کے نقشے سے واضح ہوگا صوبے میں تمام انجنیئرنگ کالجوں کی نگرانی ان کے سپرد کر دی گئی ہے:۔

## نصاب

| کالج | ڈگری | پہلے سال جگہوں کی مدت | پہلے سال جگہوں کی تعداد | ڈپلوما | پہلے سال جگہوں کی مدت | پہلے سال جگہوں کی تعداد |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۔ انجنیئرنگ کالج پونا | ۱۔ سول | ۳½ سال | ۱۵۰ | ۱۔ سول | ۳ سال | ۱۰۰ |
| | ۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ایضاً | | ۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۴ " | ۵۰ |
| | ۳۔ میٹالرجی (خام دھات کو صاف کرنیکا فن) | ایضاً | | | | |
| | ۴۔ ٹیلی کمیونیکیشن | ایضاً | | | | |
| ۲۔ لال بھائی دلپت بھائی انجنیئرنگ کالج، احمدآباد | ۱۔ سول | ۳½ سال | ۵۰ | ۱۔ سول | ۳ سال | ۳۰ |
| | ۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ایضاً | | ۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۴ " | ۳۰ |
| ۳۔ وکٹوریہ جوبلی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ، بمبئی نمبر ۱۹ | ۱۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۳½ سال | ۴۴ | ۱۔ مکنیکل | ۴ سال | ۴۰ |
| | ۲۔ ٹکسٹائل | " | ۱۵ | ۲۔ الکٹریکل | ۴ " | ۴۰ |
| | | | | ۳۔ صفائی (سنیٹری) | ۴ " | ۲۰ |
| | | | | ۴۔ ٹکسٹائل مینوفیکچر | ۴ " | ۴۰ |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۔ بی۔ وی بھوم راڈی کالج آف انجینیئرنگ اور ٹکنالوجی، ہبلی | ۱۔ سول<br>۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۳½ سال<br>ایضاً | ۵۰<br>۲۵ | ۱۔ سول<br>۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۳ سال<br>۴ ″ | ۷۵ |
| ۵ نیو انجینیئرنگ کالج، سانگلی | ۱۔ سول | ۳½ سال | ۶۰ | | | |
| ۶۔ برلا وشوا کرما مہاودیالیہ آنند | ۱۔ سول<br>۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۳½ سال<br>ایضاً | ۱۰۰<br>۵۰ | ۱۔ سول<br>۲۔ مکینیکل اور الکٹریکل | ۳ سال<br>۴ ایضاً | ۱۰۰<br>۵۰ |

پونا انجینیئرنگ کالج، اور نیو انجینیئرنگ کالج، سانگلی، پونا یونیورسٹی سے ملحق ہیں۔ اور باقی ڈگری کورسوں کے لئے بمبئی یونیورسٹی سے ملحق ہیں۔ اسوقت کالج خود ڈپلوما کے نصاب چلاتے ہیں جس کے لئے ان کا اپنا نصاب ہے۔ بہر حال نصاب کو جلد ہم معیار بنانے اور مشترکہ امتحان لینے کے لئے انتظام کیا جائے گا۔

ایک مشترکہ داخلہ بورڈ حال ہی میں قائم کر دیا گیا ہے جس کے سپرد یہ کام ہے کہ (۱) کالج آف انجینیئرنگ، پونا (۲) ایل۔ ڈی کالج آف انجینیئرنگ، احمد آباد اور (۳) وی۔ جے ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ، بمبئی میں ڈگری کورسوں کے لئے داخلے کرے۔ یہ کارروائی اس خیال سے کی گئی ہے تاکہ کام میں ربط پیدا ہو اور جہاں تک ممکن ہو وقت اور روپے کی بچت ہو۔

انجینیئرنگ کالج، پونا میں حکومت ان گریجویٹوں کو سہولتیں بہم پہنچاتی ہے جو باہر کسی ورکشاپ میں کام سیکھنا چاہیں۔ ان کو وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ ان کالجوں میں طلبا کے دوروں وغیرہ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے تاکہ ان کو ٹھیک ٹھیک معلومات ہو اور وہ عین موقع پر عملی تربیت پا سکیں۔

گو حکومت نے دی ۔ جے ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ ، بمبئی میں ایف ۔ ای کلاس کھولدی تھی تاہم جون ۱۹۴۶ سنہ ء تک صرف ایک پونا انجینئرنگ کالج ہی تھا ۔ اس وقت صنعت اور حکومت کے مختلف شعبوں مثلاً پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں انجینئرنگ کی شدید ضرورت تھی ۔ چنانچہ حکومت نے پونا انجینئرنگ کالج کی توسیع کے لئے اسکیم بنائی تاکہ زیادہ طالب علم تربیت حاصل کر سکیں ۔ اس کے لئے ڈگری اور ڈپلوما کے نصابوں میں داخلے بڑھا دیئے گئے ۔ نیز مکان اور ساز و سامان کا انتظام کر کے سہولتیں بہم پہونچائی گئیں ۔ توسیع کی اسکیم یعنی پانچ سالہ بعد از جنگ تعمیری اسکیم کی مدت ۵۲-۱۹۵۱ سنہ ء تک رکھی گئی ہے ۔ ۴۷-۱۹۴۶ سنہ ء میں حکومت نے تقریباً تمام نرد . سی طالب علموں کے لئے بھی سہولت بہم پہنچائی ۔ مقررہ داخلوں کے علاوہ ان کو داخل کرنے کی اجازت دیدی اور ان کے لئے زائد عملہ کا بھی انتظام کر دیا ۔

# میٹالرجی اور ٹیلی کمیونی کیشن

حکومت نے جون ۱۹۴۶ سنہ ء میں بعد از جنگ تعمیری اقدامات کے طور پر اس کالج میں میٹالرجی (خام دھات کو صاف کرنے کا فن) اور ٹیلی کمیونیکیشن میں ڈگری کورس جاری کئے تاکہ طلبا ان کاموں میں خاص مہارت حاصل کر سکیں ۔ پہلی ٹولی کو نصاب پورا کرنے کے لئے بہر حال کچھ وقت لگتا ۔ چنانچہ حکومت نے ان دونوں شاخوں میں ایک مقررہ مدت کیلئے سرٹیفکیٹ کورس جاری کئے تاکہ گریجویٹ مہارت حاصل کر سکیں ۔ دسمبر ۱۹۴۷ سنہ ء میں کشن ریڈیو کمیونی سرٹیفکیٹ کورس اور نومبر ۱۹۴۶ سنہ ء میں میٹالرجی کا کورس جاری کیا گیا ۔

حکومت نے سڑکوں کا ایک وسیع پروگرام بنایا ہے اور یہ ضروری خیال کیا گیا ہے کہ سستی اسٹرکیں بنانے اور کچی سڑکوں کو پائیدار بنانے کے طریقے تجویز کئے جائیں ۔

پھر معمولی آب پاسی کے وسیع پروگرام کو بھی نہایت کفایت سے زیر عمل لانے کی ضرورت ہے اور کچے بندھارے مٹی کی تازہ خاصیت کو دیکھکر بنانے چاہئیں ۔ چنانچہ یہ تجویز

کیا گیا کہ روڈ ٹسٹ ٹریک اور سائل مکینک ریسرچ اسٹیشن قائم کیا جائے۔ یہ اسٹیشن (مرکز)
ریسرچ کا کام کریگا اور سڑکوں کے نمونوں کے تجربے کرے گا اور مختلف اقسام کی مٹی سے کچے
بند ھارے بنانے کے مشورے دیگا چنانچہ مارچ ۱۹۴۸ء میں حکومت نے ایک اسکیم منظور
کی۔ اس اسکیم کے تحت عمارت، سامان اور عملہ کے غیر مکرر الوقوع خرچ کو ملا کر کل ۲۴۲۰۰۰
روپے خرچ ہوں گے۔

اس اسکیم کے ساتھ حکومت نے ایک جانچ گھر (ٹسٹ ہاؤس) قائم کرنے کی
اسکیم بھی منظور کی، جو کنکریٹ اور سائل مکینکس لیبوریٹری سے ملحق ہوگا۔ جانچ گھر قائم کرنے
کا مقصد حسب ذیل ہے:-

(۱) سامان اور تجارتی جانچ (کمرشل ٹسٹنگ) کے بارے میں عام معلومات فراہم کرنا،
(۲) سامان اور مسالے وغیرہ کے بارے میں نئی معلومات حاصل کرنا، نیا مسالہ تیار
کرنا، جائزہ لینا اور چھان بین کرنا،
(۳) مسالے میں کیا کیا اجزا ہوتے ہیں ان کے بارے میں ٹھیک ٹھیک معلومات بہم
حاصل کرنا، ریسرچ کرنا اور
(۴) اپنے طور پر یا سرکاری محکموں اور عوامی اداروں وغیرہ کے ساتھ مل کر مسالے
کی خاصیت کا تعین کرنا اور کام کرنے کے قواعد وضوابط اور بچاؤ کے قواعد وضوابط بنانا۔

چونکہ بدقسمتی سے صوبے کی آمدنی میں خرچ کی مدات پر زیادہ بوجھ پڑ گیا ہے
لہذا حکومت نے طے کیا ہے کہ اس کام کے لئے تعمیر کی جانے والی عمارت کی تعمیر روک دی
جائے نیز ۵۰-۱۹۴۹ء کے میزانیہ میں بھی اس مد کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

حکومت نے انجینیرنگ کالج میں اس کے شعبہ علم طبقات الارض (جیالوجی) کی
توسیع کے لئے بھی ایک اسکیم منظور کی ہے تاکہ علم طبقات الارض کے بعض اہم مسائل کے بارے
میں تحقیق کا کام ہو سکے۔ اور طلبا پونا یونیورسٹی کی ایم۔ اے (جیالوجی) پوسٹ گریجویٹ ڈگری

کے لئے تیار ہو سکیں۔ ۳۱؍مارچ ۱۹۴۹ء کو رجسٹر حاضری میں طلبا کی تعداد ۳۳۳ تھی۔

ایل۔ ڈی انجینیرنگ کالج، احمد آباد:۔ جون ۱۹۴۸ء میں حکومت نے احمد آباد والے سیٹھ کستور بھائی لال بھائی کے گراں بہا عطیہ سے یہ کالج کھولا تاکہ صوبے میں انجینیرنگ کی تعلیم کی سہولتیں اور بڑھ جائیں۔ جلد ہی کالج کی اپنی بلڈنگ بھی تیار ہو جائے گی لیکن چونکہ فی الحال عمارت نہیں ہے لہذا فی الحال یہ کالج آر۔ سی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ ہی میں کام کر رہا ہے۔ اس ادارے میں اس کالج کے کھل جانے کے بعد سول انجینیرنگ، مکینیکل اور الکٹریکل انجینیرنگ ڈپلوما کورس جو آر۔ سی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ میں جون ۱۹۴۷ء میں جاری کئے گئے تھے کالج آف انجینیرنگ، پونا میں منتقل کر دئے گئے۔ انجینیرنگ کالج، پونا اور اس ڈپلوما کا نصاب ایک ہی ہے۔ ۳۱؍مارچ ۱۹۴۹ء کو طلبا کی تعداد ۸۰ (ایف۔ ای کلاس) تھی۔

وی۔ جے ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ، بمبئی:۔ انجینیرنگ کی تعلیم میں ڈگری کے معیار کی سہولتیں بہم پہونچانے کے خیال سے حکومت نے اپنے بعد از جنگ تعمیری پروگرام کے تحت اس ادارے میں جون ۱۹۴۷ء سے مکنیکل اور الکٹریکل انجینیرنگ میں ڈگری کورس جاری کرنے کا انتظام کیا۔ ۳۱؍مارچ ۱۹۴۹ء کو یہ کورس لینے والے طلبا کی تعداد ۱۰۸ تھی (ایف۔ ای اور ایس۔ ای)۔

بعد از جنگ تعمیری پروگرام کے تحت حکومت نے اس ادارے میں ٹکسٹائل مینوفیکچر میں ڈگری کورس جاری کرنے کا انتظام کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ فنی طور سے ایسے ماہر تیار کئے جائیں جو سوتی پارچہ بافی کی صنعت (کوٹن ٹیکسٹائل انڈسٹری) میں نگرانی اور انتظامی امور کو انجام دے سکیں۔ ۱۹۴۶-۴۷ء کے تعلیمی دور میں یہ اسکیم زیر عمل لائی گئی۔ ۳۱؍مارچ ۱۹۴۹ء کو یہ کورس لینے والے طلبا کی تعداد ۴۰ تھی (ایف۔ ای۔ ایس۔ ای اور بی۔ ای، بی اور آئی)۔

۱۹۴۸-۴۹ء میں انجینیرنگ کے تین اور کالج کھل گئے، جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) بی۔ وی بھومرڈی کالج آف انجینئرنگ اور ٹکنالوجی، ہبلی (۲) نیو انجینئرنگ کالج، سانگلی اور (۳) برلا وشوا کرما مہاودیالیہ، آنند۔ حکومت نے پہلے دو کالجوں کو ان کے قیام کے پہلے سال میں غیر مکرر الوقوع امداد دی اور مدرسین پر جو کچھ خرچ ہوا تھا اس کے لئے مکرر الوقوع امدادی رقم ادا کی۔ ۱۳ مارچ ۱۹۴۹ سنہ ء کو ہبلی میں ایف۔ ای کلاس میں طلبا کی تعداد ۱۰۷ اور سانگلی میں ۵۹ تھی۔

## فنی تعلیم

اس خیال سے کہ طلبا تعلیم کے ساتھ ساتھ پیشہ بھی سیکھ سکیں حکومت بمبئی نے بعض سرکاری ہائی اسکولوں کو زراعتی، کمرشل یا ٹکنیکل ہائی اسکولوں میں تبدیل کرنے کی منظوری دی۔ ایسے بعض اسکول بدلے جا چکے ہیں۔ ان میں سے دو فنی ہائی اسکول یہ ہیں:۔ الفنسٹن ٹکنیکل ہائی اسکول، بمبئی اور نارتھ کوٹ ٹکنیکل ہائی اسکول، شولاپور۔

تجویز یہ ہے کہ بعد از جنگ تعمیری پروگرام کے سلسلے میں مزید ۱۰ ٹکنیکل ہائی اسکول کھولے جائیں، تاکہ صوبے میں ہر دو اضلاع کے لئے ایک ٹکنیکل ہائی اسکول ہو جائے۔ اس اسکیم کے جزو کے طور پر جاری تعلیمی سال سے ستارہ اور دھولیہ میں ٹکنیکل ہائی اسکول کلاسیں جاری کردی گئی ہیں اور اس سلسلے میں ان مرکزوں میں گورنمنٹ ایگریکلچرل ہائی اسکول اور گورنمنٹ ہائی اسکول میں چوتھی جماعت کے ایک حصے کو فنی تعلیم کی کلاس میں تبدیل کر دیا گیا۔ جون ۱۹۴۹ سنہ ء میں یا جہاں تک ممکن ہو سکا اس سے پہلے ہی کولہاپور میں ایک ٹکنیکل ہائی اسکول کھولا جائے گا۔ اور جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو سکا دو اور ٹکنیکل ہائی اسکول کھولے جائیں گے۔ ان میں سے ایک ہبلی (ضلع دھارواڑ) اور دوسرا سورت میں ہوگا۔

★ ★ ★

# صنعتی تعلیم

گذشتہ جنگ عظیم اور اس دیس میں صنعت کی تیز رفتار ترقی کے باعث صنعتی اور فنی تعلیم و تربیت کی ضرورت اور اہمیت سب ہی پر واضح ہو گئی ہے۔ یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ اگر ہمارے دیس کو دنیا کی اقوام میں اہم جگہ حاصل کرنا ہے تو اس سلئے یہ ضروری ہے کہ ہر طرح کی فنی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

محکمہ فنی تعلیم، بورڈ برائے فنی اور صنعتی تربیت کے توسط سے کئی فنی اور صنعتی اداروں کو مدد دیتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ حسب ذیل صنعتی اور فنی اسکول اس کے زیر نگرانی ہیں:-

بورڈ برائے فنی اور صنعتی تربیت ان اسکولوں کے مختلف نصابوں کا امتحان لیتا ہے اور محکمہ فنی تعلیم کامیاب امیدواروں کو سندیں دیتا ہے۔

(۱) اسکول آف انڈسٹری، رتناگیری:- سنہ ۱۹۴۱-۴۲ء میں حکومت نے ضلع لوکل بورڈ سے اس اسکول کی نگرانی خود اپنے ذمے لی۔ اس اسکول میں (۱) نجاری (۲) لائے اور دسی، تربیت یافتہ مستری اور مکینکل اپرنٹیس کی تربیت دی جاتی ہے۔

حکومت نے بعد از جنگ اقدام کے طور پر حسب ذیل مقصد سے اس اسکول کی از سر نو تنظیم کرنے کی منظوری دی:-

(۱) موجودہ نصابوں میں تربیت کی اور زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں، اور (۲) ذیل کے مزید نصابوں میں تربیت کی مناسب سہولتیں بہم پہنچائی جائیں:-

(۱) موٹروں کے باڈی بنانا اور (اپ ہولسٹری)،

(۲) زراعتی نجاری اور لوہار کا کام،

(۳) کشتیاں بنانا (ابتدائی)،

(۴) آٹو موبائل کا تجرباتی کام،

(۵) لکڑی موڑنا اور روغن اور ملمع کرنے کا کام،

(۶) الکٹرو پلیٹنگ، اور بیٹری چارجنگ،

(۷) ولکے نائزنگ یعنی ربڑ میں خاص ترکیب سے گندھک ملانا تاکہ اسکی مضبوطی اور لچک بڑھ جائے اور

(۸) نقاشی، رنگ سازی، مصوری،

جون ۱۹۴۸ء سے اول الذکر تین کورس جاری کئے جا چکے ہیں۔ اور آٹو موبائل اپرینٹس کا کورس جون ۱۹۴۹ء سے جاری کیا جائے گا۔ باقی نصاب بجلی حاصل ہوتے ہی شروع کر دیا جائے گا۔

(۲) اسکول آف انڈسٹری، ستارا۔ اسکول کی از سرِ نو اسکیم کے تحت پیٹرن میکنگ اور مکینیکل اپرینٹس کے کورس بالترتیب جون ۱۹۴۷ء اور جون ۱۹۴۸ء سے جاری کئے جا چکے ہیں۔ رسی بنانے کا کام جس کا نصاب دو سال کے لئے ہوگا جولائی ۱۹۴۹ء سے جاری کیا جائے گا۔

(۳) کنگ ایڈورڈ ہفتم ٹکنیکل اسکول دھولیہ اور (۴) اسکول آف انڈسٹری، شولاپور۔ حکومت نے ضلع لوکل بورڈ دھولیہ اور میونسپلٹی شولاپور کے ہاتھ سے ان دو اسکولوں کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ دونوں اسکول خاطر خواہ طریقے پر ترقی کر رہے ہیں

(۵) پاور ویونگ انسٹرکشنل انسٹی ٹیوٹ، شولاپور۔ قوت متحرکہ کے ذریعے چلنے والی مشینوں پر بننے کا کام کرنے کے سلسلے میں ایک اعلیٰ درجے کا نصاب جاری کرنیکا سوال حکومت زیر غور ہے۔

ہبلی اور بیجاپور میں دو صنعتی اسکول کھولے نہیں جا سکے جس کی وجہ یہ ہے کہ ان مقامات میں اسکول اور ورک شاپ کی عمارتیں مکمل نہ ہو سکیں۔

(۶) آر۔ سی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ، احمد آباد:۔ یہ ادارہ حسب ذیل سندی نصابوں میں تربیت دیتا ہے:۔

(۱) مکینیکل انجینیئرنگ،

(۲) اعلیٰ درجہ کی کتائی (ہائی گریڈ اسپننگ)

(۳) اعلیٰ درجے کی بنائی (ہائی گریڈ ویونگ) اور

(۴) وائرمین اپرینٹس شپ۔

بعد از جنگ تعمیری اسکیم کے سلسلے میں اس ادارے میں جون ۱۹۴۷ء سے حسب ذیل کاموں کے ڈپلوما نصاب جاری کئے گئے:۔

(۱) سوت سے کتائی اور بنائی، (۲) ٹکسٹائل کیمسٹری۔ ان نصابوں کی مدت ۴ سال ہے۔ فی الحال پرنسپل آر سی ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ، احمد آباد ان نصابوں میں امتحانات لیتے ہیں۔

# پیشہ ورانہ تعلیم

اپرنٹیس اسکیم:۔ حکومت بمبئی نے ۱۹۳۷ء میں یہ اسکیم جاری کی تھی جس کو ۴۹-۱۹۴۸ء میں بارہ سال ہو جائیں گے۔

ذیل میں ایک نقشہ دیا جاتا ہے جس سے واضح ہو جائیگا کہ اس اسکیم کے تحت کتنے طلبا کا داخلہ ہوا اور کتنوں نے تربیت وغیرہ مکمل کی:۔

| سال | بمبئی داخل کئے گئے | تربیت کی تکمیل کی | احمد آباد داخل کئے گئے | تربیت کی تکمیل کی | کل میزان داخل کئے گئے | تربیت کی مکمل کی |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۸-۱۹۳۷ | ۲۳۵ | — | ۹۲ | — | ۳۲۷ | — |
| ۳۹-۱۹۳۸ | ۱۷۵ | — | ۷۲ | — | ۲۴۷ | — |
| ۴۰-۱۹۳۹ | ۱۰۲ | ۵۴ | ۳۱ | ۲۳ | ۱۳۳ | ۷۷ |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۹۴۰ - ۴۱ | ۱۰۶ | ۷۳ | ۵۴ | ۱۹ | ۱۶۰ | ۹۲ |
| ۱۹۴۱ - ۴۲ | ۹۹ | ۵۱ | ۴۷ | ۲۱ | ۱۴۶ | ۷۲ |
| ۱۹۴۲ - ۴۳ | ۱۵۰ | ۴۱ | ۴۸ | ۲۱ | ۱۹۸ | ۶۲ |
| ۱۹۴۳ - ۴۴ | ۱۵۰ | ۳۹ | ۴۴ | ۱۷ | ۱۹۴ | ۵۶ |
| ۱۹۴۴ - ۴۵ | ۱۲۵ | ۳۵ | ۲۶ | ۲۲ | ۱۵۱ | ۵۷ |
| ۱۹۴۵ - ۴۶ | ۱۲۲ | ۴۶ | ۴۱ | ۱۸ | ۱۶۳ | ۶۴ |
| ۱۹۴۶ - ۴۷ | ۱۲۲ | ۳۰ | ۳۵ | ۷ | ۱۵۷ | ۳۷ |
| ۱۹۴۷ - ۴۸ | ۱۱۶ | ۱۳ | ۲۸ | ۸ | ۱۴۴ | ۲۱ |
| ۱۹۴۸ - ۴۹ | ۱۱۹ | ۲۸ | ۳۶ | ۶ | ۱۵۵ | ۳۴ |
| کل میزان | ۱,۶۲۱ | ۴۱۰ | ۵۵۴ | ۱۶۲ | ۲,۱۷۵ | ۵۷۲ |

تجویز یہ ہے کہ بعد از جنگ اقدام کے طور پر یہ اسکیم شولا پور اور سورت میں بھی جاری کردی جائے۔

# سابق فوجیوں کیلئے تعلیم کی سہولتیں

حکومت بمبئی نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت ہند نے ہندوستان میں سابق فوجیوں کی تعلیم کے لئے جو اسکیم بنائی ہے اس صوبے میں زیر عمل لایا جائے،
جنگ کے باعث بہت سے ایسے نوجوان مرد اور عورتیں جنگی خدمات میں لگ گئے جو مزید تعلیم کے نصاب کے تحت آگے تعلیم حاصل کرتے یا آئندہ کاروبار یا کوئی پیشہ اختیار کرنے کے لئے تربیت پاتے۔
اس اسکیم کے تحت امداد کے لئے جو درخواستیں آتی ہیں ان پر ضرور ایجوکیشن

سلیکشن بورڈ، سوچ بچار کرتا ہے۔ جو اس کام کے لئے قائم کیا گیا ہے اور فنی اور صنعتی اداروں میں داخل ہونے والے سابق فوجیوں کے لئے بورڈ جس امداد کی سفارش کرتا ہے فنی تعلیم کے جوائنٹ ڈائرکٹر اسکی منظوری دے دیتے ہیں۔

سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء سے یہ اسکیمیں صوبے میں جاری ہیں۔ اور مذکورہ بورڈ کی سفارش کے مطابق اب تک جو مالی امداد دی گئی ہے اسکی تفصیل یہ ہے:-

| سال | امیدواروں کی تعداد | گذر بسر کا بھتہ | کتابوں کا خرچ وغیرہ اور دیگر ہنگامی رقم | پڑھائی کی فیس | کل میزان روپے |
|---|---|---|---|---|---|
| سنہ ۱۹۴۶-۴۷ء | ۳ | ۹۸۹ | ۳۹۰ | ۱,۰۵۱ | ۲,۴۳۰ |
| سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء | ۱۳ | ۳,۶۵۹ | ۱,۴۲۵ | ۳,۰۴۶ | ۸,۱۳۰ |
| سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء | ۲۷ | ۸,۶۲۰ | ۲,۸۳۵ | ۲,۴۳۶ | ۱۳,۸۹۱ |
| کل میزان | ۴۳ | ۱۳,۲۶۸ | ۴,۶۵۰ | ۶,۵۳۳ | ۲۴,۴۵۱ |

اس صوبے میں حکومت ہند کی سابق فوجیوں کی پیشہ ورانہ تربیت کے لئے جاری کردہ اسکیم پر جو خرچ آتا ہے اس کا کچھ حصہ حکومت بمبئی نے برداشت کیا۔

# پس ماندہ اقوام کے طلبا کیلئے تعلیم کی سہولتیں

پس ماندہ اقوام میں تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے خیال سے حکومت بمبئی نے ان کے سدھار کے لئے کئی تعلیمی اسکیمیں منظور کیں۔

محکمہ فنی تعلیم کے زیر نگرانی پس ماندہ اقوام کی ترقی اور سدھار کے لئے جو مختلف کام کئے گئے وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) سمندر پار کے ملکوں میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظیفے،

(۲) حکومت بمبئی کی اپرینٹس شپ اسکیم کے تحت بمبئی اور احمد آباد میں داخل کئے جانے والے پس ماندہ اقوام کے امیدواروں کے لئے وظائف جوان کو پیشہ ورانہ تربیت کے لئے دیئے جاتے ہیں،

(۳) تجارتی اسکولوں میں پڑھنے والے پس ماندہ اقوام کے طلبا کے لئے وظیفے،

(۴) تسلیم شدہ صنعتی اور فنی اداروں میں تعلیم پانے والے پس ماندہ اقوام طلبا کے لئے وظائف، اور

(۵) صوبے کے تعلیمی اداروں میں تعلیم پانے والے پس ماندہ اقوام کے طلبا کیلئے مفت تعلیم کا انتظام۔

غیر ملکوں میں تعلیم و تربیت کی اسکیم کے تحت اعلیٰ تعلیم کے لئے تین امیدوار چنے گئے، جن میں دو زراعتی ڈیری فارمنگ اور ایک چمڑا کمانے کے کام کے لئے (ٹیننگ) چنا گیا ہے۔

حکومت بمبئی نے بعد از جنگ تعمیری اقدامات کے طور پر سرکاری اپرینٹس شپ اسکیم کے تحت داخل کئے جانے والے پس ماندہ اقوام کے طلبا کی پیشہ ورانہ تربیت کے لئے ۲۵ روپے ماہانہ کے ۲۵ وظیفے منظور کئے سنہ ۴۹-۱۹۴۸ء میں احمد آباد اور بمبئی میں اس اسکیموں کے نگرانوں کی جو کچھ وقت کام (پارٹ ٹائم) کرتے ہیں، سفارشات پر چھ وظیفے دیئے۔

اڈ ہاک کمیٹی کی سفارش پر حکومت نے چار اضلاع سورت، تھانہ، ناسک اور مغربی خاندیش میں ۱۰ چنے ہوئے ابتدائی اسکولوں میں پس ماندہ اقوام کے لئے مختلف دستکاریاں سکھانے کے لئے اسکیم منظور کی۔ ذیل کے مقامات میں ابتدائی اسکولوں میں ان کی کلاسیں کھول دی گئی ہیں:-

| ضلع | مرکز | کام یا دستکاری جو سکھایا جاتا ہے |
|---|---|---|
| سورت | ۱۔ مانڈوی | (۱) ڈرائنگ، (۲) رنگریزی اور چھپائی |
| | ۲۔ رتلاؤ | (۱) ڈرائنگ، (۲) نجاری، |
| تھانہ | (۱) بورڈی | (۱) ڈرائنگ، (۲) روغن وغیرہ کرنے کا کام |
| | (۲) کلیان | (۱) ڈرائنگ، (۲) درزی کا کام |
| ناسک | (۱) سودانہ | (۱) ڈرائنگ، (۲) سوت سے کپڑا بننا |
| | (۲) پینٹھ | (۱) ڈرائنگ، (۲) نجاری |
| | (۳) کلون | (۱) ڈرائنگ، (۲) بید اور بانس کا کام |
| مغربی خاندیش | (۱) نندوربار | (۱) ڈرائنگ (۲) درزی کا کام |
| | (۲) نواپور | (۱) ڈرائنگ (۲) لکڑی موڑنے اور روغن وغیرہ کرنیکا کام |
| | (۳) تلودا | (۱) ڈرائنگ، (۲) رسی بننے کا کام |

مذکورہ بالا دس کلاسوں میں سے ہر کلاس میں تعلیم پانے والے طلبا کو لیاقت کی بنیاد پر ۵ روپے ماہانہ کے پانچ وظیفے دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(الف) صوبہ بمبئی میں محکمہ کے تسلیم کردہ فنی اور صنعتی اداروں میں تعلیم پانے والے پس ماندہ اقوام کے طلبا کو ہر سال ۷ روپے سے لیکر دس روپے آٹھ آنے تک کے پندرہ وظیفے دئے جاتے ہیں جن میں سے دس وظیفے تین سال کے نصاب کے لئے ہیں اور پانچ چھ ماہ سے لیکر دو سال تک کے نصاب کے لئے ہیں۔

(ب) وی۔ جے ٹکنیکل انسٹی ٹیوٹ ڈپلوما نصاب لینے والے پس ماندہ اقوام کے تمام طلباء کے لئے سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں فیس معاف کردی گئی تھی۔ اور ہر ایک کو ۲۵ روپے ماہانہ

کا وظیفہ دیا گیا۔

حکومت نے صنعتی اور فنی اداروں نیز ٹکنیکل ہائی اسکولوں اور انجنیئرنگ کالجوں میں تعلیم پانے والے پس ماندہ اقوام کے تمام طلبا کے لئے تعلیم کی فیس معاف کر دی ہے۔

## نرواسیوں کیلئے تعلیم کی سہولتیں

فروری ۱۹۴۸ء میں حکومت بمبئی نے اس اسکیم کو صوبے میں جاری کرنے کی منظوری دیدی جو حکومت ہند نے مغربی پاکستان سے انڈین یونین میں آنے والے نرواسی طلبا کو وظیفے دینے کے لئے وضع کی تھی ناظم تعلیمات عامہ کے سپرد کام کیا گیا ہے کہ وہ کالجوں اور اسکولوں کے طلبا کو قرض دینے کی منظوری دیں۔ یکم جون ۱۹۴۸ء سے محکمہ فنی تعلیم قائم کیا گیا۔ اسوقت سے جوائنٹ ڈائرکٹر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ جو کالج، اور فنی اور صنعتی ادارے ان کی زیر نگرانی ہیں ان میں داخل ہونے والے نرواسی طلبا کو قرض دیں۔ ۳۱ مارچ ۱۹۴۹ء تک ۶۰ نرواسی طلبا کو ۷۹،۲۲۵ روپے قرض دئیے گئے۔

## فنی اور صنعتی تربیت اور ریسرچ کیلئے وظیفے

ٹکنیکل کیمسٹری کے لئے وظائف:۔ ۴۹-۱۹۴۸ء میں ٹکنیکل کیمسٹری کے لئے تین وظیفے دئے گئے۔ جن میں میسرز پائنیر میگنیشیا ورکس لمٹیڈ کا وظیفہ بھی شامل ہے۔ دو پرانے وظیفے پانے والوں کے وظیفوں کی تجدید کی گئی جن میں سے ایک تیسرے سال کیلئے اور دوسرا دوسرے سال کے لئے تھا۔

الکٹریکل انجنیئرنگ کے لئے وظائف:۔ ۴۹-۱۹۴۸ء میں یہ وظیفہ نہیں دیا جا سکا، کیوں کہ اس کام کے لئے کوئی موزوں امیدوار نہیں تھا۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف شوگر ٹکنالوجی، کانپور میں شوگر ٹکنالوجی کے ایسوشی ایٹ شپ کورس کے لئے وظائف:

۱۹۴۸-۴۹ سنہ ءمیں صوبہ بمبئی کے رہنے والے ایک طالب علم کو مذکورہ بالا نصاب کے لیے ۵۰ روپے ماہانہ کا ایک وظیفہ دیا گیا۔ اور پچھلے سال ایک طالب علم کو بھی وظیفہ دیا گیا تھا جو دوسرے سال کے لئے بھی جاری رکھا گیا۔

انڈین اسکول آف سائنس اور اپلائڈ جیالوجی، دھنباد میں مائننگ انجنیئر سے متعلق نصاب کے لئے وظائف:- ۱۹۴۸-۴۹ سنہ ءمیں مذکورہ بالا نصاب کا ۶۰ روپے ماہانہ کا وظیفہ ایک طالب علم ساکن بمبئی کے نام جاری رکھا گیا جو اسے پچھلے سال دیا گیا تھا۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس، بنگلور میں تعلیم پانے کے لئے وظائف:-

۱۹۴۸-۴۹ سنہ ءمیں حکومت بمبئی نے صوبہ بمبئی کے رہنے والے ایسے پوسٹ گریجویٹ طلبا کے لئے جو انجنیئرنگ سائنس میں خاص مضامین لیں ۶۰ روپے ماہانہ کے پانچ وظیفے مقرر کئے۔ لیکن چونکہ کسی طالب علم نے خاص مضامین نہیں لئے لہٰذا اس سال یہ وظیفہ نہیں دیا گیا۔

## سابق فوجی ملازمین کے لواحقین کیلئے تعلیم کی سہولتیں

۱۹۴۲ سنہ ءمیں جاری کردہ اسکیم کے تحت گذشتہ جنگ عظیم میں حصہ لینے والے سپاہیوں کے بچوں اور لواحقین کو رعائتیں دی جاتی ہیں تاکہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ لیکن جنوری ۱۹۴۷ سنہ ءسے لواحقین کی جانب سے کئے جانے والے مطالبات پر غور وخوض نہیں کیا جاتا۔ زیر نظر مدت میں انجنیئرنگ کالجوں اور فنی اداروں میں تعلیم پانے والے ۱۵ طلبا کے لئے رعائتیں منظور کی گئیں۔

آزاد ہند فوج (انڈین نیشنل آرمی) کے سپاہیوں کے بچوں کے لئے تعلیم کی مراعات:- مذکورہ بالا رعایتیں آزاد ہند فوج کے سپاہیوں کے بچوں کو دی ہیں۔
زیر نظر مدت میں ان رعایتوں کے لئے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔

## اضلاع بیلگام، ستارا، قلابہ اور پونا اور ضم شدہ دکن کی ریاستوں کے پناہ گزین طلبا کیلئے تعلیمی مراعات

اس اسکیم کے مطابق مذکورہ بالا اضلاع اور ریاستوں کے ان پناہ گزین طلبا کے لئے تعلیم کی فیس معاف کردی گئی جن کے خاندانوں نے فروری ۱۹۴۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں نقصان اٹھایا تھا۔

اس اسکیم کے تحت زیر نظر مدت میں ان کالجوں اور فنی اداروں میں جو براہ راست اس محکمہ کی زیر نگرانی ہیں ۱۱ طلبا کی تعلیم کی فیس معاف کردی گئی۔

## صنعتی تعلیم

حکومت بمبئی نے ۱۹۱۳ء میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور ۱۹۴۳ء میں بورڈ برائے فنی اور صنعتی تربیت کے نام سے ایک بورڈ بنایا (جو پہلے کمیٹی برائے فنی تعلیم اور کمیٹی برائے فنی اور صنعتی تربیت کہلاتا تھا)۔

خاص جماعت قائم کرنے کے پیش نظر یکم جون ۱۹۴۷ء سے بورڈ کی نگرانی محکمہ فنی تعلیم کے سپرد کردی گئی جو پہلے ناظم برائے صنعت (ڈائرکٹر آف انڈسٹریز) کے سپرد تھی۔

ان تمام اداروں اور نصابوں کو چھوڑ کر جو اس صوبے میں یونیورسٹی کی براہ راست زیر نگرانی ہیں دیگر تمام فنی اور صنعتی اداروں کی نگرانی جوائنٹ ڈائرکٹر برائے ٹکنیکل ایجوکیشن کے سپرد ہے اور بورڈ ان کا ہاتھ بٹاتا ہے۔

بورڈ کے دستور میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کی جاتی ہے جس کے تحت ۱۷ ممبران ہیں جن میں سے ۵ سرکاری اور ۱۲ غیر سرکاری افراد ہیں۔

سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں اس محکمہ نے معائنہ اور امتحانات کی غرض سے ۱۷ نئے اداروں کو (جن میں راجکوٹ کا ادارہ بھی شامل ہے) تسلیم کیا نیز منظور شدہ اداروں میں مزید نصاب کی منظوری بھی دیدی گئی۔

موجودہ ۴۵ نصابوں کے علاوہ حسب ذیل کاموں کے لئے نئے نصاب بنائے گئے اوران میں سے پہلے تین کی منظوری بھی دیدی گئی:

(۱) اون سے بُنائی وغیرہ کا کام، (۲) بید سازی، (۳) مختلف چیزوں کے نمونے بنانا (پیٹرن میکنگ) اور برتن بنانا۔ سنہ ۱۹۴۷-۴۸ء میں ان اسکولوں کو ۶۸،۷۳۹ روپے بطور امداد دئے گئے جو نجی ادارے اور لوکل باڈیاں وغیرہ چلاتی ہیں۔ اور سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں ۸۲،۸۷۵ روپے دئے گئے جن میں سازوسامان خریدنے کی امدادی رقم بھی شامل ہے۔

...۱ مزید امداد دی گئی جو درزی اور کٹائی (ٹیلرنگ، اور کٹنگ) کے کام پر ایک مستند کتاب شائع کرنے کے لئے دی گئی۔

سنہ ۱۹۴۸-۴۹ء میں حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ وہ صوبے میں تعلیم کے ڈپلومے دینے کے سوال پر غور وخوض کرے۔ اس کمیٹی نے اس کام کے انتظام میں ربط پیدا کرنے کیلئے اپنی رپورٹ پیش کردی ہے۔

## دو سال کے اعداد و شمار حسب ذیل ہیں:-

| سال | تسلیم شدہ اداروں کی تعداد | منظور شدہ نصابوں کی تعداد | شریک ہونیوالے طلبا کی تعداد | پاس ہونیوالے طلبا کی تعداد |
|---|---|---|---|---|
| ۱۹۴۷-۴۸ | ۹۶ | ۴۵ | ۳،۴۴۳ | ۲،۵۶۸ |
| ۱۹۴۸-۴۹ | ۱۱۲ | ۴۹ | ۳،۷۴۸ | ۲،۷۴۸ |
| کل | ۲۰۸ | ۹۴ | ۷،۱۹۱ | ۵،۳۱۶ |

# آرٹ کی تعلیم

آرٹ ایجوکیشن کمیٹی کی سرگرمیاں ختم ہوگئیں اور اگست ۱۹۴۷ء میں رپورٹ حکومت کے سامنے پیش ہوئی۔ کمیٹی کی کل ۱۲ بیٹھکیں ہوئیں، چار سوال ناموں کے جوابات پر خوب غور کیا گیا کمیٹی نے چنے ہوئے لوگوں کے بیانات بھی سنے اور اس طرح جو معلومات حاصل ہوئی تھیں ان کی بنا پر اپنی سفارشات متفقہ طور سے پیش کیں۔ حکومت نے اطلاع عام کے لئے یہ رپورٹ شائع کردی جو تین حصوں میں منقسم ہے۔

(الف) ابتدائی اور ثانوی اسکولوں میں آرٹ کا نصاب اور امتحان،

(ب) آرٹ، اور فن تعمیر کی اعلیٰ تعلیم کے نصاب،

(ج) صنعت کا آرٹ اور دستکاری سے ربط پیدا کرنا۔

حکومت نے آرٹ ایجوکیشن کمیٹی کی سفارشات پر غور وخوض کیا۔ اور میسرز ماسٹر ساٹھے اور بھوٹا آرکی ٹکٹ بمبئی کی پیشکش کے باعث اس سفارش کو فوراً زیر عمل لانے کی صورت پیدا ہوگئی جو سرجے جے اسکول آف آرٹ کے آرکی ٹیکچرل سیکشن کی عمارت میں مزید جگہ پیدا کرنے کے بارے میں تھی جسکی ضرورت طلبا کی تعداد بڑھ جانے کے باعث پیدا ہوئی ہے۔

# نیشنل کیڈٹ کور (سینیر ڈویژن)

صوبے میں نیشنل کیڈٹ کور قائم کرنے کے سلسلے میں ۱۹۴۸ء کے شروع میں پہلا قدم اٹھایا گیا اور ایڈہاک کمیٹی قائم کی گئی جو وائس چانسلر، بمبئی یونیورسٹی، ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن، کمانڈنگ افسران فرسٹ اینڈ سیکنڈ بٹالین، یو۔ او۔ ٹی۔ سی اور فوج کے ایک نمائندے پر مشتمل تھی۔ اس کمیٹی کے سپرد حسب ذیل خاص تین امور تھے:۔

(الف) کالج ٹیچروں کو چننا جو مختلف فوجی مرکزوں پر نیشنل کیڈٹ کور کے افسران کی حیثیت

سے تربیت پائیں۔

(ب) مختلف کالجوں میں نیشنل کیڈٹ کور کے یونٹوں کی تقسیم۔

(ج) اس بات کا مشورہ دینا کہ حکومت اور متعلقہ تعلیمی ادارہ نیشنل کیڈٹ کور کی اسکیم پر خرچ کا کتنا کتنا حصہ دیں۔

کالج کے ۵۵ ٹیچروں کو فوجی مرکزوں میں ۳ یا چار ماہ کی تربیت دی گئی اور اس کے بعد نیشنل کیڈٹ کور میں ان کا تقرر کر دیا گیا۔

مارچ ۱۹۴۹ء کے آخر تک اس صوبے کو ۱۱۵ انفینٹری کمپنیاں، اور سینیر ڈویژن کے توپخانے اور طبی ٹکڑیوں (یونٹ) وغیرہ کے مانند چار فنی ٹکڑیاں (ٹکنیکل یونٹس) دی گئی تھیں جن کو ۳۶ کالجوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت فوجی تعلیم پانے والے کل لڑکے طلبا کی تعداد تقریباً ۲,۵۰۰ ہے۔

نیشنل کیڈٹ کور کی ٹکڑیوں (یونٹس) کی تقسیم ۵ انفینٹری بٹیلینس پر مشتمل ہے (بمبئی میں ۲، پونا میں ۱، اور شمالی اور جنوبی ڈویژن میں ایک ایک جن کے صدر مقامات بالترتیب احمد آباد اور دھارواڑ میں ہیں)۔ بعض خاص ٹکڑیاں بھی ہیں جیسے میڈیکل کمپنی (بمبئی) انجینیرنگ پلیٹون (پونا)، بیٹری (بمبئی) اور آرمرڈ اسکاڈرن (پونا)۔

ان ٹکڑیوں کی کمانڈ کرنے کے لئے باقاعدہ فوج کے جو افسران مقرر کئے گئے تھے وہ اگست ۱۹۴۸ء کے آخر میں اس صوبے میں پہنچے۔ اور فوراً اپنی اپنی ٹکڑیاں تیار کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔ سال کے دوران میں ان ٹکڑیوں کی تربیت کے کام میں کچھ رکاوٹ واقع ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹور، سازوسامان، ٹرانسپورٹ اور ہتھیار، گولہ بارود کی سپلائی کے بارے میں ابتدائی مشکلات پیش آئیں اور ہتھیار وغیرہ رکھنے، دفتر کھولنے اور تربیت دینے والے اسٹاف کی رہائش کے لئے مکان وغیرہ کا انتظام بھی نہیں ہو سکا تھا۔ جلد ہی صوبائی اور یونٹ مشاورتی کمیٹیاں بنائی جانے والی ہیں، جو نیشنل کیڈٹ کور کی تنظیم اور اسے چلانے کے بارے میں

م معاملات پر غور و خوض کریں گی، اس چیز کے پیش نظر خاص طور سے یہ امید ہے کہ زیادہ تر مشکلات
جلد ہی قابو پا لیا جائے گا اور اسکیم آسانی کے ساتھ زیر عمل آ جائے گی۔

بعض ٹکڑیوں (یونٹوں) نے اکتوبر کی چھٹیوں میں نیشنل کیڈٹ آرگنائزیشن کے کیڈرہ
نینگ کورس منعقد کئے اور ان میں سے دو نے (سیکنڈ بمبئی بٹیلین اور فرسٹ آرمرڈ اسکاڈرن)
کرسمس کے دنوں میں اپنے سالانہ تربیتی کیمپ لگائے۔

## نیشنل کیڈٹ کور (جونیر ڈویژن)

حکومت ہند نے ۴۵ دستے (یعنی ۱۳۵ سب یونٹس) ثانوی اسکولوں کے حصے
ں رکھے اور پونا، احمد آباد اور بیلگام میں مدرسین سے ملاقات کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی کمیٹی
مقرر کردی گئی جو محکمہ تعلیم کے دو افسران، اور ایک فوجی افسر پر مشتمل تھی۔ بیلگام، کھڑکی اور اون
گاؤں کے فوجی مراکز میں ۱۲۰ ثانوی مدرسین کو تین مہینے تک تربیت دی گئی۔ اور ۱۱۵ مدرسین کو
نیشنل کیڈٹ کور کے جونیر ڈویژن میں رکھ دیا گیا۔ ناظم تعلیمات عامہ اور حکومت ہند کی وزارت
دفاع کے دفتر برائے نیشنل کیڈٹ کور کی سفارشات پر حکومت نے اکتوبر ۱۹۴۸ء اور جنوری ۱۹۴۹ء
میں اسکولوں کے درمیان نیشنل کیڈٹ کور (جونیر ڈویژن) کے یونٹوں کی آخری تقسیم کا کام انجام دیا۔

اکتوبر ۱۹۴۸ء اور جنوری ۱۹۴۹ء میں اسکولوں کے درمیان نیشنل کیڈٹ
کور جونیر ڈویژن کے یونٹوں کو آخری طور سے تقسیم کرنے کا کام ہوا۔ اس صوبے کے حصے میں
۴۵ دستے آئے تھے جن کی تقسیم اس طرح سے کی گئی کہ ساٹھ ساٹھ کیڈیٹوں پر مشتمل ۲ سب
یونٹ ۱۲۰ اسکولوں میں بانٹے گئے اور تیس تیس کیڈیٹوں پر مشتمل ایک سب یونٹ ۷۳
اسکولوں کے درمیان بانٹا گیا۔ کل ۱۹۳ اسکولوں کو سب یونٹ دیئے گئے۔ ان سب یونٹوں
کے انچارج جونیر ڈویژن افسروں کی تعداد ۱۱۳ ہوتی ہے۔ کیڈٹوں کی تعداد ۳،۳۹۰ ہے۔

ہمیشہ یہ ممکن نہ ہوسکا کہ اس صوبے کو نیشنل کیڈٹ کور کے جتنے جونیر اور سینیر یونٹ
دیئے گئے ہیں ان کی بھرتی کا کوٹہ پورا کیا جائے۔

حکومت ہند، باقاعدہ فوج کے افسروں کا اور سازو سامان کا (کپڑوں اور لباس کے علاوہ) خرچ برداشت کرتی ہے۔ کالج جگہ اور ٹریننگ کے لئے جانے والے پروفیسروں کی جگہ کام کرنے والوں کو تنخواہ وغیرہ دینے پر جو خرچ کرتے ہیں اسکا نصف حصہ صوبائی حکومت دیتی ہے اور دیگر تمام اخراجات حکومت ہند برداشت کرتی ہے۔

## مشیر تعلیم

جون ۱۹۴۷ء میں مشیر تعلیم برائے حکومت کا دفتر قائم کیا گیا اور خواجہ غلام السیدین صاحب حکومت کے مشیر تعلیم مقرر کئے گئے۔ اس دفتر کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ حکومت کو تعلیمی پالیسی کے بارے میں مشورے دے۔ تعلیم کی توسیع و ترقی کے لئے اسکیمیں بنائے، اور تعلیم کے عام سدھار اور مدرسین کے کام کو ٹھیک اور بہتر بنانے کے لئے ناظم تعلیمات عامہ کے تعاون سے اقدامات کرے۔ ان کے تحت تعلیم کا ایک شعبہ ہے جو مدرسین کے لئے موزوں تعلیمی لٹریچر کی تیاری کی دیکھ بھال کرتا ہے، اور تعلیمی مسائل کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس شعبے میں تین تعلیمی افسران اور ایک پبلیکیشن افسر بھی شامل ہے۔

حکومت سماجی تعلیم، بنیادی تعلیم، نظری تعلیم، آرٹ کی تعلیم، مدرسین کی تربیت اور لائبریریوں کی توسیع و ترقی، کو خاص اہمیت دیتی ہے۔ اس چیز کے پیش نظر مذکورہ بالا شعبے براہ راست مشیر تعلیم کی نگرانی میں دیدئے گئے ہیں۔

سماجی تعلیم کے میدان میں اس تحریک کو مستحکم کرنے کے بارے میں کئی تجویزیں حکومت زیر عمل لا رہی ہے۔ یہ تجویزیں ان شفارشات کی بنیاد پر وضع کی گئی ہیں، جو ۱۹۴۸ء میں اس دفتر کی طلب کردہ ایک کانفرنس نے کی تھیں۔ یہ دفتر خطہ واری سماجی تعلیم کی تین کمیٹیوں کے کام میں ربط پیدا کرتا ہے اور اس مقصد سے گاھے بگاھے خطہ واری کمیٹیوں کے نمائندوں اور متعلقہ محکمہ کے افسروں کے مشاورتی جلسے طلب کرتا ہے۔ جن میں مشترکہ مفاد کے معاملات

پر سوچ بچار ہوتا ہے۔ تاکہ ان کے بارے میں فوراً بہتر طریقے سے کارروائی ہو، پالیسی اور پروگرام میں
عام یکسانیت رہے اور مقامی نئے کام میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ خطہ واری کمیٹیوں کو ان کے کام میں
مدد دینے کے لئے اس دفتر نے سماجی تعلیم کے متعلق اہم مسائل پر کئی بیانات اور یادداشتیں وغیرہ
شائع کی ہیں اور اعداد و شمار کے متعلق معلومات بہم پہنچانے والے فارمولوں کا ایک معیار قائم کیا تاکہ
نگرانی ٹھیک ہو اور سماجی تعلیم کی ترقی کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

سماجی تعلیم کا کام کرنے والے جو بھی افراد اور انجمنیں اس دفتر سے مدد اور رہنمائی کی
طالب ہوتی ہیں یہ دفتر ان کو بھی خوشی سے صلاح مشورہ دیتا ہے اور اپنے ذرائع سے ان کو فائدہ
اٹھانے کا موقع دیتا ہے۔ یہ دفتر سماجی تعلیم کے خاص مسائل مثلاً لوگوں کے لئے خاص کلاسیں،
طلبا اور سماجی خدمت کا سوال، مزدوروں کے لئے تعلیم کا انتظام، اور سماجی تعلیم کے سلسلے میں شہروں
میں بلند معیار پر پبلک لیکچروں کا انتظام وغیرہ، پر بھی توجہ دیتا ہے۔

## بنیادی تعلیم کا پروگرام

اس صوبے میں بنیادی تعلیم کے پروگرام کی نگرانی وغیرہ کے کام سے اس دفتر کا قریبی
تعلق ہے۔ نیز یہ اس سلسلے میں تعلیم کے مشاورتی بورڈ کے ساتھ مل کر بھی کام کرتا ہے۔ مشیر تعلیم
بیسک نیشنل ایجوکیشن بورڈ اور تعلیم کے مرکزی مشاورتی بورڈ کی بنیادی تعلیم کمیٹی کے بھی
ممبر ہیں اور اس طرح آپ مجموعی طور پر ملک میں بنیادی تعلیم کی رفتار ترقی سے آگاہ رہتے
ہیں۔ اور اس پوزیشن میں ہیں کہ صوبے میں اور ملک کے دیگر حصوں میں سماجی تعلیم کا جو کام
ہو رہا ہے اس میں تعلق پیدا کرنے والی کڑی کا کام دیں۔ سماجی تعلیم کے مدرسین اور اس میدان
میں کام کرنے والے دیگر اشخاص کی رہنمائی کے لئے سماجی تعلیم کے مختلف پہلوؤں سے متعلق خاص
رسالے شائع کئے جاتے ہیں تاکہ بنیادی تعلیم کے کام کو مضبوط اور قابل اطمینان بنیادوں
پر چلانے کے لئے ایک زمانے سے جو ضرورت محسوس کی جا رہی ہے وہ پوری ہو۔

# تعلیم کے نظری امدادی طریقے

نظری تعلیم کے میدان میں نگران برائے نظری تعلیم (انسپکٹر آف وزوال ایجوکیش
حسب ذیل کام کر رہے ہیں:

صوبے میں نظری تعلیم کے کام کی تنظیم، نظری تعلیم کے امدادی طریقے وضع کرنا، ن
تعلیم کو مقبول بنانا اور پھیلانا اور مدرسین کی تربیت، نگراں برائے نظری تعلیم یہ کام نظری ت
کے دو مشاورتی بورڈوں اور مشیر تعلیم کی براہ راست نگرانی میں انجام دیتے ہیں۔ مختلف
مقامات میں نظری تعلیم کے امدادی طریقوں کے متعلق نمائشیں کی گئیں اور موزوں تعلیمی ف
تیار کرنے کے بارے میں فلم تیار کرنے والوں (پروڈیوسروں) کو مشورہ دیا گیا۔ بورڈ وا
کی زیر نگرانی چھ فلم ابتک تیار ہو چکے ہیں۔ شعبہ نظری تعلیم نے دیگر شعبوں سے تعلق قا
کر لیا ہے تاکہ سرگرمیوں کے متعلق جامع پروگرام بنایا جا سکے۔ لائبریریوں کی تنظیم کے م
میں لائبریریوں کے مہتمم اور ان کا اسٹاف حکومت بمبئی کے لائبریریوں کی توسیع و ترق
منصوبوں کو زیر عمل لا رہا ہے۔ اور یہ دفتر ان کی عام نگرانی کرتا ہے کوشش یہ کی جار
ہے کہ لائبریریوں کو اس علاقے کے لئے جن میں وہ واقع ہوں ثقافتی سرگرمیوں کا م
بنا دیا جائے۔

# شعبہ اشاعت

شعبہ اشاعت اس دفتر کی اہم شاخ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ ایسا لٹر
فراہم کیا جائے جو تعلیم کی مختلف منزلوں میں کام کرنے والے مدرسین کے لئے مفید ہو
جنوری ۱۹۴۹ء سے اس شعبہ کے زیر اہتمام ایک دو ماہی رسالہ "ایڈوینچر آف ایجوکیش
کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کا مقصد ہے کہ تعلیم کے اہم مسائل کے بارے